تم کو کھو دیا

ندا علی عباس

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog Kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

کمرے میں تین نفوس ہونے کے باوجود موت کا سناٹا تھا، سامنے بیڈ پہ لیٹے وجود کے ہونٹوں پہ مسلسل مسکراہٹ تھی جبکہ اس کے سامنے صوفے پہ بیٹھے دونوں نفوس خوف سے تھر تھر کانپ رہے تھے، باہر چہار سو سناٹا تھا رات کی تاریکی نجانے اپنے اندر کیسے بھید چھپائے بیٹھی تھی، دور کہیں کسی جانور کی آواز اس سناٹے میں ہتھوڑے کی طرح کانوں میں بج رہی تھی، معاً گلی میں دوڑتے قدموں کی آوازیں بیڈ پہ لیٹا نفوس ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا گھر کا گیٹ زور زور سے دھڑ دھڑایا جانے لگا ساتھ ہی ملی جلی آوازیں۔

''سیمل...... سیمل...... سیمل پتر تم ٹھیک تو ہو...... دروازہ کھولو پتر...... میں رشیدہ تیری خالہ...... سیمل...... دروازہ کھول پتر۔'' ملی جلی زنانہ مردانہ آوازیں، صوفے پہ موجود لڑکی ایک دم سیدھی ہوئی تھی۔

جب بیڈ پہ بیٹھے وجود نے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا، ساتھ ہی میز پر رکھی پسٹل اپنے ہاتھ میں اٹھالی۔

''سیمل پتر تو ٹھیک ہے ناں۔'' باہر سے کسی مرد کی آواز آئی تھی۔

''سنو ڈاکٹر کوئی چالاکی مت کرنا، اٹھو اور باہر جا کر دروازہ کھولو۔'' پسٹل دوسرے ہاتھ میں تھام کر وہ بیڈ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا تھا۔

''باہر کھڑے لوگوں کو واپس کیسے بھیجنا ہے یہ تمہیں پتا ہو گا اگر میرے بارے میں باہر جا کر زبان بھی کھولی تو مت بھولنا پیچھے تمہاری نانی میرے قبضے میں ہو گی سمجھی۔'' سختی سے اسے گھورتے ہوئے صوفے سے اٹھایا خوف سے تھوک نگلتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''جاؤ۔'' سختی سے دھیمی آواز میں وہ غرایا

مکمل ناول

سیمل کانپتی ٹانگوں سے کمرے سے باہر نکل آئی باہر نکلتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف ایک ہی منظر تھا نانی کی کنپٹی پہ رکھا ہوا اس کا پسٹل اور خوف سے پھٹی ہو نانی کی آنکھیں۔

باہر دروازہ اور زور سے دھڑ دھڑانے لگا، خود پہ قابو پاتے ہوئے آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا۔

''شکر ہے سیمل تو نظر تو آئی ورنہ ہم دروازہ توڑ کے اندر آنے لگے تھے۔'' رشیدہ خالہ اسے صحیح سلامت دیکھ کر تیزی سے بولی۔

''کک...... کیا ہوا خالہ اتنی رات گئے آپ لوگ...... اور یہ پولیس۔'' تبھی اسے احساس ہوا تھا وہ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا، ہکلاتے ہوئے پوچھا تھا۔

''سیمل ہمارے گاؤں میں بہت بڑا ڈاکو گھس آیا ہے پولیس کو رپورٹ ملی ہے وہ انہی گھروں میں سے کسی ایک گھر میں گھسا ہے سارے گھروں میں چیک کر رہے ہیں یہ لوگ۔'' ایک بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا، سیمل کا دل چاہا دھاڑیں مار کے روئے اور انہیں بتائے کہ وہ عین اس کے گھر میں موجود ہے جسے وہ ڈھونڈ رہے ہیں، خوف سے ایک نظر پیچھے دیکھا سرخ آنکھیں لئے ہاتھ میں پسٹل تھامے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

''نن...... نہیں ہمارے گھر تو کوئی بھی نہیں آیا میں اور نانی تو سو رہی تھیں۔'' مسلسل خود پہ جمی سرخ آنکھیں اسے ڈسٹرب کرنے لگی تھی۔

''دیکھیں محترمہ کچھ دیر پہلے آپ نے فائرنگ کی آوازیں تو سنی ہوگی ناں ہم نے اسے اسی سمت بھاگ کر آتے دیکھا ہے اگر کوئی مسئلہ پریشانی ہو تو پلیز بتائیں پولیس کی بڑی نفری یہاں موجود ہے۔'' اسے ہکلاتے دیکھ کر ایک پولیس والا آگے بڑھا تھا، سیمل خوف سے پیلی پڑھ گئی تھی، دروازے کے پیچھے کھڑے شخص نے اچانک پسٹل اپنی ہی کنپٹی پر رکھ لی تھی اور اشارہ اندر نانی کی طرف کیا تھا۔

''نن...... نہیں پلیز۔'' وہ بوکھلا اٹھی تھی۔

''جی۔'' پولیس والا نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

''میرا مطلب ہے کہ نہیں یہاں تو کوئی بھی نہیں آیا، اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ضرور...... آپ کو بتاؤں گی۔'' چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ لاتے ہوئے وہ بولی، پولیس والا مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنے آدمیوں کو واپسی کا اشارہ کرنے لگا۔

''اچھا پتر کوئی مسئلہ ہوا تو ضرور دسی۔'' خالہ رشیدہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی تھی سیمل نے سر اثبات میں ہلایا، آہستہ آہستہ مجمع چھٹنے لگا تھا سیمل نے دھڑام سے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھائی تھی اور بھاگتی ہوئی نانی کے روم میں چلی آئی۔

''نانی آپ ٹھیک تو ہیں ناں۔'' صوفے پہ بے سدھ بڑی خراٹے لیتی نانی کو ہلایا تھا تبھی پیچھے وہ بھی چلا آیا۔

''ارے کیا کر رہی ہے ڈاکٹر نانی جاگ جائیں گی بیچاری سو رہی ہے، سونے دیں خواہ مخواہ تنگ کر رہی ہیں۔'' دلکشی سے مسکراتا ہوا وہ بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

''آپ نے مار تو نہیں دیا نانی جان کو۔'' خوف سے نانی کی سانسیں چیک کی، بیڈ پہ بیٹھے شخص کے منہ سے زور دار قہقہہ برآمد ہوا سیمل نے ٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھا۔

''ریئلی مرا ہوا بندہ بھی خراٹے لیتا ہے، سوری آپ کو ڈاکٹر ہونے کی ڈگری کس پاگل

نے دی۔'' یمل نے گھور کے اسے دیکھا۔

''میں نے آپ کا کام کر دیا ہے اب آپ جاسکتے ہیں۔'' غصے سے اسے گھورا۔

''سوری بٹ میں ابھی یہی ہوں کہیں نہیں جا سکتا آپ نے دیکھا ناں باہر پولیس موجود تھیں۔'' آرام سے بیڈ پہ نیم دراز ہوا۔

''کیا مطلب جب تک پولیس نہیں جائے گی آپ ہلے گے بھی نہیں اور اگر دس دن پولیس باہر موجود رہے آپ دس دن یہی رہیں گے۔'' کمر پہ ہاتھ رکھے وہ غصے سے بولی۔

''مجبوری ہے۔'' کندھے اچکاتا وہ مزے سے بولا۔

''بائے داوے آپ ڈاکٹر ہے فرسٹ ایڈ باکس تو ہوگا ہی آپ کے پاس، دراصل مجھے ڈریسنگ کرنی ہے۔'' اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے خون نکل نکل کے باقاعدہ اب جم چکا تھا، یمل نے خاموشی سے کچن سے فرسٹ ایڈ بکس لاکر اس کے سامنے رکھ دیا، اس نے پسٹل ٹیبل پہ رکھ کر باکس سامنے کیا پھر شرٹ کے بٹن کھول کر بے دردی سے ہونٹ بھینچے، خون سے جمی ہوئی شرٹ کو زخم پر سے کھینچ کھینچ کر اتارنے لگا، (یمل جو اس دوران صوفے پہ بیٹھ چکی تھی اسے جانوروں کی طرح ڈریسنگ کرتے دیکھ کر بے ساختہ آگے آئی۔)

''اف اللہ قصائی تو نہیں رہ چکے آپ ایسے کرتے ہیں ڈریسنگ۔'' خفگی سے اسے گھورا پھر آگے بڑھ کر قینچی اٹھا کر احتیاط سے زخم کے آس پاس سے شرٹ کاٹنے لگی، اگلے دس منٹ میں اس کا زخم صاف کر کے ڈریسنگ کر دی۔

''شکر کریں گولی کندھے کو چھو کر نکل گئی اگر کہیں اندر موجود رہتی تو اب تک آپ اوپر پہنچ چکے ہوتے۔'' ڈریسنگ کے ساتھ ساتھ نصیحتیں بھی جاری تھی، مسکراہٹ دبائے وہ چپ چاپ سنتا رہا، ڈریسنگ سے فارغ ہو کر الماری سے ماموں کی ایک ڈھیلی ڈھالی شرٹ نکال کر اسے تھما دی۔

''تھینک یو بہت بہت، اب آپ سو جائیں رات بہت ہو چکی ہے، مجھے جیسے ہی لگا خطرہ ٹل گیا ہے میں رات کے کسی پہر یہاں سے چلا جاؤں گا، یقین کریں آپ کے گھر سے کوئی چیز نہیں چراؤں گا آپ آرام سے سو سکتی ہیں۔'' خفگی سے خود کو گھورتی نظروں سے دیکھتی یمل سے وہ شرارت بھرے انداز میں بولا تھا پھر ٹیبل سے پسٹل اٹھا کر جھپاک سے باہر نکل گیا، خوف سے ساری رات وہ نانی سے چپکی بیٹھی رہی اور وہ باہر لاؤنج میں مزے سے دھیمی آواز میں ٹی وی لگا کر بیٹھا رہا، کتنی ہی دیر وہ انتظار کرتی رہی کہ وہ ابھی آ کے کہے گا میں جا رہا ہوں پھر وہ آرام سے سو جائے گی مگر اس کا انتظار انتظار ہی رہا نجانے وہ کس پہر سو گئی تھی۔

☆☆☆

اگلی صبح اس کی آنکھ کھلی مندی مندی آنکھوں سے گھڑی کو دیکھا جو ساڑھے آٹھ بجا رہی تھی۔

''اوہ مائی گاڈ، اتنا ٹائم ہو گیا۔'' کمبل پھینکتی ہوئی وہ واش روم میں جا گھسی بھاگم بھاگ منہ ہاتھ دھویا کپڑے بدلے اور کمرے سے نکل آئی، اگلے ہی لمحے اسے ٹھٹک کر رکنا پڑا سامنے ہی لاؤنج کے صوفے پہ چادر اوڑھے وہ سو رہا تھا۔

''اوہ یہ بھی تک یہی ہے۔'' وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی دھیرے دھیرے بغیر چاپ پیدا کیے کچن میں چلی آئی، اپنے اور نانی کے لئے ناشتہ بنا کر ٹرے میں رکھ کر وہ کمرے میں چلی آئی وہ ابھی تک پڑا سو رہا تھا، نانی کو ناشتہ کراتے وہ مسلسل یہی سوچتی رہی کہ وہ نانی کو اس کے پاس اکیلا چھوڑ کر ہاسپٹل کیسے جائے، آخر ناشتے کے

برتن سمیٹتے ہوئے وہ یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ نانی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی اگلے دو تین دن بھی اس کی یہی روٹین رہی تینوں ٹائم کا کھانا بیڈ روم میں لے جاتی اور آتے جاتے لاؤنج میں بیٹھا اسے دیکھتا پھر اپنے موبائل میں مگن ہو جاتا، چوتھے دن صبح ہی صبح وہ ناشتہ بنا رہی تھی جب وہ چلا آیا۔

''سنیں۔'' سیمل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

''آپ اتنے دنوں سے ہاسپٹل کیوں نہیں جا رہی۔'' اسے متوجہ دیکھ کر وہ اندر چلا آیا۔

''آپ سے مطلب؟'' ماتھے پہ شکنیں ڈالے گھور کے اسے دیکھا وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

''دیکھو ڈاکٹر اگر تم میری وجہ سے نہیں جا رہی تو کوئی فائدہ نہیں میں اگلے کئی دن یا شاید کئی ہفتے یہاں سے نہیں جاؤں گا۔'' سیمل نے خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''دیکھو جب بھی مجھے لگا خطرہ ٹل گیا ہے میں یہاں سے چلا جاؤں گا اس کے لئے مجھے انتظار کرنا ہے آرڈر کا جیسے ہی مجھے پیچھے سے آرڈر ملا میں یہاں سے نکل جاؤں گا اور اگر تمہیں کوئی خطرہ ہے مجھ سے تو یقین کرو ڈاکو ضرور ہوں مگر اپنے پہ احسان کرنے والوں کو کبھی نہیں بھولتا، تمہارے بہت سے احسان ہے مجھ پہ، مجھے پناہ دی میرا علاج کیا، مجھ سے بے خوف خطر تم ہاسپٹل جا سکتی ہو میں جب تک ہوں تمہاری نانی کا خیال رکھوں گا تم مجھ پہ یقین کر سکتی ہو ڈاکٹر۔'' کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے وہ سیمل سے مخاطب تھا سیمل نے آنکھ اٹھا کر اسے یوں دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ (ایک ڈاکو پہ اعتبار کیوں کروں) وہ کافی دیر اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا مگر وہ چپ چاپ کھڑی اپنا کام کرتی رہی، وہ گہری سانس بھرتا ''جیسے تمہاری مرضی'' کہتا باہر نکل گیا۔

☆☆☆

اور اگلی صبح اس کی باتوں کا اثر تھا یا کچھ اور نانی کو جلدی جلدی ناشتہ کروا کر وہ ہاسپٹل چلی آئی آتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے اس کے قریب رک کر ''میں جا رہی ہوں دروازہ اندر سے اچھی طرح بند کر لینا چوکیدار آج کل چھٹی پہ ہے۔'' کہہ کر چلتی بنی صوفے پہ نیم دراز وجود نے حیرت سے اسے جاتے دیکھا تھا یعنی وہ اس پہ اعتبار کر رہی تھی اور پھر یہ روز وہ صبح ہی صبح نانی کو ناشتہ کروا کر اس کا بنا کر رکھ جاتی سارا دن ہاسپٹل میں گزار کر واپس آتی آ کے وہ کبھی نانی کے ساتھ لڈو کبھی کیرم کبھی شطرنج کھیلتا ملتا کبھی کوئی ڈش بنائی جا رہی ہوتی اور اسے دیکھ کر نانی جیسے کھل اٹھتی۔

''سیمی آؤ آؤ بڑی مزے کی گیم ہے تم بھی کھیلو، سیمی بیٹا ذرا یہ کباب تو چکھانا صیام نے اتنے مزے کے بنائے ہیں اور یہ فروٹ ٹرائفل میں تو کہتی ہوں اس سے اچھا تو کوئی بنا تا ہی نہیں۔'' وہ چپ چاپ سنے جاتی، نانی جان دنیا جہاں کی باتیں اس سے کیے جاتی جیسے وہ انہی کا سگا بیٹا ہو، اندر ہی اندر وہ غصے سے بل کھائے جاتی مگر بولتی کچھ بھی نہیں۔

''نانی آپ تو ابھی بھی غضب ڈھاتی ہے جوانی میں آپ کا کیا حال ہو گا آف کاش اس وقت میں بھی ہوتا۔'' وہ سرد آہیں بھرتا دل پہ ہاتھ رکھتا وہیں ڈھیر ہو جاتا، نانی شرماتی لجاتی اپنی نوجوانی کے قصے چھیڑ بیٹھتی، وہ توبہ استغفار کرتی اسے گھورتی وہاں سے اٹھ جاتی، وہ شرارت سے اسے جاتے دیکھ کر نانی کو چھیڑتا۔

''نانی آپ تو اچھی خاصی با ذوق خاتون ہیں یہ محترمہ کن پہ چلی گئی ہے۔'' اور نانی سرد آہ

بھر کر رہ جاتی۔

''حق ہاہ کیا بتاؤں بیٹا اللہ بخشے تمہارے نانا جی کو بالکل ایسے ہی تھے۔''

''ٹھس انسان۔'' وہ نانی کے ٹھس کہنے پہ زور دار قہقہہ لگاتا اور اندر روم میں وہ جل جل جاتی پھر نانی نانا جی کے قصے شروع ہو جاتی اور وہ بھی مزے سے کلام کیے جاتا، وہ کڑھ کڑھ جاتی۔

(کیا نانی جانتی نہیں ہے وہ کتنا خوفناک ڈاکو ہے پسٹل ہے اس کے پاس کیسے مزے سے ساتھ لگ کے قصے سنائے جا رہی ہے) مگر پروا کسے تھی، صرف یہی نہیں اس دن وہ ہاسپٹل کے لئے نکلی جب بیچ گلی میں خالہ رشیدہ سے ملاقات ہوگئی۔

''ارے خالہ آپ تو ہمارے گھر کا رشتہ ہی بھول گئی نانی بہت یاد کرتی ہے آپ کو۔''

''بس کیا بتاؤں بیٹا آج کل پوتی کی شادی کی تیاریاں کر رہی ہوں، کہیں بھی آنا جانا کم ہو گیا ہے، ویسے میں آئی تھی دو بار، ملاقات ہوئی تھی میری تمہارے کزن سے (میرے کزن سے سیمل نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا) تمہاری نانی نے ملوایا تھا بڑا پیارا بچہ ہے بھئی بڑا مزہ آیا اس سے مل کے ہنسا ہنسا تا رہتا ہے، آؤں گی پھر کبھی، جیتی رہو میری بچی، نانی کو میرا سلام کہنا چلتی ہوں۔'' خالہ اپنی کہہ کر چلتی بنی اور وہ۔

''یہ نانی بھی ناں خواہ مخواہ میں ڈاکو کو میرا کزن بنا دیا، پوچھتی ہوں آج ذرا جا کے۔''

اور پھر پوچھنے کی نوبت ہی ناں آئی اگلے دن وہ ہاسپٹل کے لئے تیار ہو کے نکلنے لگی تھی جب وہ اس کے پاس آیا۔

''آج شاید میں چلا جاؤں۔'' دھیرے سے رک کر اسے دیکھا۔

''سچی۔'' سیمل کے منہ سے بے اختیار نکلا، اگلے ہی پل شرمندہ ہوگئی، اگلے بندے چہرے کے تاثرات ہی اتنے عجیب تھے۔

''لگتا ہے آپ میرے جانے سے کافی خوش ہوں گی...... میں سمجھا۔'' بات ادھوری چھوڑ دی۔

''خیر آج ایک بجے میری گاڑی مجھے لینے آ جائے گی، کوئی میری بات بری لگی ہو تو معاف کیجئے گا۔'' گردن جھکائے وہ اپنی کہہ رہا تھا، وہ چپ چاپ کھڑی رہی۔

''آپ کچھ کہیں گی نہیں کیا۔'' آس بھری نظروں سے اسے دیکھا جو فضول میں ہی پرس میں منہ گھسائے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

''مجھے کچھ کہنا تھا کیا۔'' سر اٹھا کر نا سمجھی سے اسے دیکھا، وہ نفی میں سر ہلا کر مسکرا دیا۔

''خیر میں جا رہی ہوں، آج چوکیدار آ جائے گا اگر آپ کے جانے تک وہ نہ آیا تو آپ باہر سے دروازے کو کنڈی لگا کر جایئے گا۔'' کہتی ہوئی بنا خدا حافظ کہتی سپاٹ چہرہ لئے وہ چلی گئی چپ چاپ سر جھکائے جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ اسے جاتے دیکھتا رہا۔

☆☆☆

آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا صبح سے ہی وہ ڈاکٹر زیدی [illegible] سل آپریشن میں مصروف رہی تھی [illegible] ین بجے وہ تھکی ہاری اپنے روم میں آئی تو بے اختیار ذہن گھر کی طرف چلا گیا۔

''ہاں ایک بجے اس نے کہا تھا اب تک تو وہ چلا گیا ہوگا۔'' دھڑام سے دروازہ کھول کر سسٹر اندر آئی تھی۔

''ڈاکٹر سیمل آپ کے گھر سے فون آیا تھا۔''

''اچھا کس وقت؟ نانی کا ہوگا میں کال

بیک کر لیتی ہوں۔'' بولتے ہوئے ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''کوئی صیام صاحب تھے۔''

''صیام صاحب؟'' ساکت نظروں سے اسے دیکھا۔

''جی وہ کہہ رہے تھے آپ کی نانی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔'' سسٹر مزید بتارہی تھی۔

''مجھے بتایا کیوں نہیں۔'' وہ تیزی سے اٹھی۔

''آپ ڈاکٹر زیدی کے ساتھ آپریشن میں بزی تھیں، ابھی وہ آپ کی نانی کو لے کر سیکنڈ فلور کے ایمرجنسی روم میں ہے، ڈاکٹر احسن کے انڈر میں، آپ کو ڈاکٹر احسن نے اوپر بلوایا ہے۔'' اسے لگا وہ کھڑے کھڑے گر جائے گی اگلے ہی لمحے وہ تیزی سے باہر بھاگی۔

سیکنڈ فلور پہ راہداری میں ہی ایمرجنسی وارڈ کے باہر وہ اسے کھڑا نظر آ گیا۔

''نانی کو کیا ہوا؟'' ڈبڈباتی نظروں سے اسے دیکھا۔

''نانی کو کیا ہوا صیام!'' وہ اس کا گریبان پکڑ کر چیخ پڑی۔

''ریلیکس سیمل!'' وہ اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔

''نہیں تم مجھے بتاؤ میں تو نانی کو ٹھیک ٹھاک چھوڑ کر آئی تھی ناں۔'' آنسو پونچھتے ہوئے وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

''میں ایک بجے کے قریب نانی سے مل کے جیسے ہی نکلا گاڑی کے قریب پہنچ کے مجھے یاد آیا میرا موبائل نانی کے روم میں ہی رہ گیا ہے میں جب واپس آیا تو نانی وہیل چیئر سے نیچے پڑی ہوئی تھی، میں نے انہیں اٹھا کے سیدھا کیا ہاتھ پاؤں ملے مگر وہ بے ہوش ہو چکی تھی، میں نے آپ کو فون کیا مگر سسٹر ہر بار یہی کہتی رہی آپ آپریشن تھیٹر میں ہیں میں نانی کو لے کر اسی وقت یہاں آ گیا ڈاکٹر نے بتایا ہارٹ اٹیک ہے تب کے ایمرجنسی میں رکھا ہے ابھی تک کوئی پتا نہیں۔'' وہ خود پر ضبط کیے اسے کندھوں سے تھامے تفصیل بتا رہا تھا۔

''اب کیا ہوگا صیام میرے پاس تو نانی کے علاوہ کوئی رشتہ بھی نہیں رہا اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میں کدھر جاؤں گی میرا کیا ہوگا۔'' وہ اس کے کندھے سے لگی بے ساختہ رو دی، صیام نے ہونٹ بھینچے اسے خود سے لگا لیا، اسی وقت ایمرجنسی ڈور کھلا ڈاکٹر احسن اور ڈاکٹر زیدی باہر آئے وہ بے ساختہ دوڑ کر ان کے پاس پہنچی۔

''ڈاکٹر میری نانی۔''

''سوری ڈاکٹر سیمل شی از نو مور۔'' یہ لفظ دوسرے پیشنٹ کے لئے کہتے ہوئے کبھی عجیب نہ لگا تھا مگر آج جیسے دل میں کھب سا گیا تھا وہ کھڑی کھڑی ریت کی طرح صیام کے بازوؤں میں پھسلتی چلی گئی۔

☆☆☆

وہ چھ سال کی تھی جب ماما پاپا میں علیحدگی ہوئی تھی ماما اسے لئے نانو اور ماموں کے گھر چلی آئی، ماموں کی عمر تب یہی کوئی پندرہ سولہ سال تھی، پاپا نے دوسری شادی کر کے اپنی نئی دنیا بسا لی اور ماما کیوں پیچھے رہتی پاپا کو نیچا دکھانے کے لئے انہوں نے بھی دوسری شادی کر لی شادی کے بعد مما انگلینڈ سیٹل ہو گئی اور پاپا کسی دوسرے شہر، وہ نانی کے پاس رہ گئی، مما پاپا کی کمی نانو اور ماموں نے ہونے ہی نہ دی، مما اور پاپا کی بھی وقتاً فوقتاً کالز آتی رہتی مگر ملنے کوئی نہ آتا دونوں کے پاس کوئی ٹائم نہ تھا وقت کے ساتھ ساتھ مما کے ہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی جبکہ پاپا کے دو بیٹے اور دو

بیٹیاں بھی ہو گئی مگر مڑ کر دونوں نے نہ دیکھا کہ ایک اور وجود بھی ان کے انتظار میں رہتا ہے، وہ سترہ سال کی ہوئی جب اچانک ایک حادثے میں ماموں کی ڈیتھ ہو گئی مما تب بھی نہ آئی، جو جمع پونجی نانی کے پاس تھی وہ انہوں نے سیمل کی پڑھائی پہ لگا دی اور جن دنوں سیمل کے میڈیکل کا رزلٹ آیا اسی دن نانی پر فالج کا اٹیک ہوا نانی کو سنبھالنا گھر کو دیکھنا ہاسپٹل جانا یہ سب ایک ساتھ کرنا اسے بہت مشکل لگتا مگر بھلا ہو خالہ رشیدہ اور ان کی بہو کا ان دنوں وہ اس کے بہت کام آئی خالہ رشیدہ اس کے ہاسپٹل جانے کے بعد نانی کے پاس آ جاتی پھر جب تک وہ واپس نہ آتی تو نانی کے پاس ہی رہتی، آہستہ آہستہ نانی نے بولنا شروع کر دیا بس ذرا چلنے پھرنے سے قاصر تھی، اس کے لئے سیمل نے وہیل چیئر منگوالی، اس رات وہ نانی کو کھانا کھلا کر میڈیسن دے کر ان کے ساتھ باتیں کر رہی تھی وہ جانتی تھی ابھی تھوڑی ہی دیر میں نانی بے سدھ ہو جائیں گی میڈیسن کھانے کے بعد نانی کو جلد ہی نیند آ جاتی تھی اس دن موسم بھی تھوڑا خراب تھا، ہوائیں چل رہی تھی، وہ نانی کے ساتھ باتیں کر رہی تھی جب اسے لگا کہ کھڑکی بجی ہو دوسرے ہی لمحے اسے اپنا وہم سمجھ کر وہ دوبارہ باتوں میں لگ گئی اگلی دفعہ ذرا زور سے کھڑکی بجی، یک دم وہ دونوں چپ ہو گئی۔

''مجھے لگتا ہے ہوا بہت تیز ہو گئی ہے کھڑکی کھلی رہ گئی ہے بند کر دیتی ہوں۔'' نانی کو دلاسا دیتی ہوئی وہ اٹھی تھی پردہ ہٹا کر کھڑکی کھول کر آس پاس جھانکا کوئی نہ تھا اپنا وہم سمجھ کر وہ کھڑکی بند کرنے ہی لگی تھی جب اچانک سے کھڑکی کھول کر وہ اندر کود آیا تھا ساتھ ہی باہر فائرنگ کی آوازیں، سیمل کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی مگر میام نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے پسٹل لہرایا تھا اگلی چیخ اس کے منہ میں ہی دب گئی، وہ بھاگ کر نانی سے لپٹ گئی، آنے والے نے باہر جھانک کر تسلی کرنے کے بعد کھڑکی بند کر کے پردے برابر کر دیئے۔

''تم ڈاکٹر سیمل ہو ناں اور یہ تمہاری نانی ہے، رائٹ؟'' سوالیہ نظروں سے وہ اسے دیکھ رہا تھا سیمل نے تھوک نگلتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

''اوکے مجھ سے ڈرو نہیں میں تم لوگوں کو نقصان پہنچانے نہیں آیا، مجھے بس ڈریسنگ کروانی ہے۔'' اس نے اسے ڈرتے دیکھ کر ریلیکس کیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے زخمی کندھے کی طرف اشارہ کیا تھا، سیمل نے اس کے کندھے کی جانب دیکھا جہاں سے ابل ابل کر خون نکل رہا تھا۔

''فی الحال لائٹ آف کر دو باہر پولیس ہے۔'' کہتے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر سوئچ بورڈ ڈھونڈ کر خود ہی لائٹ آف کر دی، وہ خوف کے مارے مزید نانی کے ساتھ چمٹ گئی، اسے لگا تھا وہ ڈاکو انہیں نقصان پہنچانے آیا تھا مگر جتنے دن وہ ان کے گھر رہا شروع کے دنوں کے علاوہ اسے کبھی لگا ہی ناں تھا کہ وہ ان کے گھر کا فرد نہیں اور نانی، نانی کتنے قریب ہو گئی تھی اس کے جیسے وہ انہی کا بیٹا ہو۔

☆☆☆

نانی کی ڈیتھ پہ اسے کوئی ہوش نہ تھا، کفن دفن کا انتظام کھانے وغیرہ کا انتظام وہ نہیں جانتی تھی کس نے کیا تھا اسے تو اپنا ہوش نہ تھا اس لگا شاید اس بار نانی کی ڈیتھ پہ مما پاپا آ جائے مگر اس دفعہ بھی وہ نہ آئے تھے، وہ شدید روئی تھی اور ٹوٹ کے روئی تھی، نانی کے دسویں تک خالہ رشیدہ اس کے پاس رہی تھی، انہوں نے ہی اسے

بتایا تھا کہ نانی کے کفن دفن کھانے وغیرہ کا انتظام سب صیام نے کیا تھا، اس نے ان دس دنوں میں صیام کو کہیں ناں دیکھا تھا مگر خالہ رشیدہ کے بقول وہ اس کے لئے خاصا پریشان رہا تھا اور آج اتنے دنوں بعد وہ اسے اپنے سامنے دیکھ رہی تھی صوفے پہ بیٹھا نڈھال سا وہ سر جھکائے دونوں مٹھیاں باہم بھینچے بیٹھا تھا، ساتھ والے صوفے پہ خالہ رشیدہ بیٹھی سیمل کو دھیرے دھیرے سمجھا رہی تھیں۔

''دیکھو بیٹا جس کو جانا تھا وہ بے چاری تو چلی گئی اللہ اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب عطا فرمائے آمین، مسئلہ اب تمہارے لئے ہے بیٹا، تم جوان ہو خوبصورت ہو اپنے ماں کو یا باپ کو بلواؤ انہیں بتاؤ کہ تمہارا جو سہارا تھا وہ بھی آج چلا گیا اب یہ بچہ ہے یہ آخر کتنے دن رہے گا تمہارے ساتھ، میری مانو تو اپنے ماں باپ کو سمجھاؤ۔''

مہمان آہستہ آہستہ رخصت ہو گئے تھے اب گھر میں صرف وہ تینوں موجود تھے خالہ رشیدہ کتنی ہی دیر بیٹھی اسے زمانے کی اونچ نیچ سمجھاتی رہی پھر ماما پاپا سے رابطہ کرنے کا کہہ کر بالآخر وہ بھی اپنے گھر چل دی آخر ایک دن انہیں بھی تو جانا تھا ناں۔

''خالہ ٹھیک کہتی ہے آپ کو اپنے والدین سے رابطہ کر لینا چاہیے۔'' سر اٹھائے اب وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا، کتنی ہی دیر بیٹھی وہ انگلیاں مسلتی رہی اور پھر آج نہیں تو کل صیام کو بھی چلے جانا تھا اور پھر وہ اکیلی۔

''اف...... وہ اکیلی کیسے رہے گی۔'' اسے تو رات کو اکیلے کمرے میں سوتے ڈر لگتا تھا کجا کے پورے گھر میں اکیلی، وہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور فون اسٹینڈ کی طرف بڑھ گئی اور پھر وہی ہوا جو ہمیشہ سے ہوتا آیا تھا، مما کی اپنی روٹین لائف تھی، نوکری، بچے گھر، دو آنسو بہانے کے بعد انہوں نے اسے کہا تھا۔

''بیٹا میں کیسے تمہیں اپنے پاس بلا سکتی ہوں میرے شوہر کو تو تم جانتی ہو ناں کتنا خر دماغ ہے تم اپنے پاپا سے کیوں نہیں کہتی ان کا بھی حق ہے تم پہ۔'' اور کھٹاک سے فون بند۔

پاپا نے بھی یہی رونا دھونا مچا کے، ''تمہاری ماں انگلینڈ میں عیش کر رہی ہے میں یہاں محنت مزدوری کرتا ہوں چار بچوں کا خرچا اتنی مشکل سے نکلتا ہے۔'' اور فون بند، وہ وہی گھٹنوں پہ سر رکھے بے بسی سے رو دی تھی۔

☆☆☆

وہ صبح سے کمرے میں بند تھی نانی تو رہی نہیں تھی اور جو رشتے موجود تھے وہ اسے اپنانے کو تیار نہ تھے، ماما پاپا کے جواب دینے کے بعد سے وہ مسلسل کمرہ بند کیے روئے جا رہی تھی، باہر رات گہری ہو رہی تھی اور اندر وہ آنے والی زندگی کا خوف لئے ساکت بیٹھی تھی، تبھی دھڑام سے دروازہ کھلا تھا اور صیام تیزی سے اندر آیا تھا اور اسے دیکھ کر خوف سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''جلدی کریں سیمل ہمیں یہاں سے نکلنا ہے باہر پولیس موجود ہے، آپ جلدی جلدی جو سامان لینا چاہیں ساتھ رکھ لیں۔'' وہ تیزی سے بولتا آیا تھا اور بغیر اس کے جواب کا انتظار کیے خود ہی آگے بڑھ کر الماری کھول کر اس کے کپڑے بیڈ پہ ڈھیر کرنے لگا۔

''پولیس۔'' وہ خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''پولیس سے آپ کو ڈرنا چاہیے ناں میں کیوں جاؤں گی آپ کے ساتھ۔''

''دیکھیں سیمل کسی نے مخبری کر دی ہے کہ آپ نے مجھے اپنے گھر میں چھپنے کی جگہ دی ہے

میرے ساتھی کی کال آئی ہے، کہ پولیس کے یہاں پہنچنے سے پہلے میں آپ کو یہاں سے لے کر نکلوں میں نہیں چاہتا آپ میرے ساتھ پھنسیں آپ نے مجھ پہ احسان کیا تھا کم از کم میں۔"

"میں نہیں جاؤں گی آپ کے ساتھ جو کرنا ہے کرے میں پولیس کو بتا دوں گی آپ زبردستی میرے گھر میں گھسے تھے میں نے آپ کو جگہ نہیں دی تھی۔" تیز تیز بیگ میں کپڑے رکھتا وہ تفصیل سے اسے سمجھا رہا تھا جب بے ساختہ غصے میں وہ اس سے بیگ چھینتے ہوئے اس کی بات کاٹ کر بولی، صیام نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔

"ہمارے پاس ٹائم نہیں سیمل ضد مت کرو پلیز جو ضروری سامان اور رکھنا ہے رکھو کوئی جیولری یا پیسے وغیرہ ہو تو وہ بھی رکھ لو کیا پتا دوبارہ تم ادھر نہ آ سکو تو۔" صیام ہاتھ اٹھا کر اسے سمجھاتے ہوئے بولا مگر نجانے سیمل کی آنکھوں میں کیا تھا بے اختیار وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"تو یوں کہوں ناں مسٹر صیام میرا پیسہ اور جیولری چاہیے تمہیں لگتا ہے اتنے دن میرے گھر رہنے کا مقصد یہی تھا تمہارا افسوس ملا نہیں ہوگا تمہیں کچھ کیوں کہ میں ایسی چیزیں گھر میں نہیں بینک لاکر میں رکھواتی ہوں۔" چہرے پہ مسکراہٹ لئے وہ طنزیہ نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولی صیام کا پارہ ایک دم سے ہائی ہوا تھا۔

"تھوکتا ہوں میں تمہارے پیسوں پہ، کمی نہیں ہے میرے پاس ان چیزوں کی، اتنی دیر سے صرف نانی کی وجہ سے لحاظ کر رہا تھا، دو دن رہو گی ناں جیل میں عقل ٹھکانے آ جائے گی تم تو جانتی ہی ہو گی جیل میں خاص کر لڑکیوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے، اچھا ہے تمہاری بھی عقل ٹھکانے آئے گی۔" مضبوطی سے اسے شانوں سے تھامے وہ ضبط کے کن مراحل سے گزر رہا تھا، یہ وہی جانتا تھا، اگلے ہی لمحے اسے بیڈ پہ دھکا دیتے ہوئے وہ تن فن کرتا کمرے سے ہی باہر نکل گیا دور کہیں سے پولیس سائرن کی گونجتی آواز سیمل خوف سے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

"صیام!" اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھتے صیام کے قدم ٹھٹک کر رکے تھے پیچھے مڑ کر دیکھا، خوف سے زرد پڑتی سیمل، اسے لگا وہ ابھی گر جائے گی، وہ تیزی سے واپس مڑا۔

"دیکھو مجھ پہ بھروسہ کرو میں مصیبت ٹلتے ہی تمہیں جہاں کہو گی جس رشتے دار کا کہو گی اس کے پاس چھوڑ آؤں گا مگر ابھی یہاں سے چلو پلیز۔" اسے کندھوں سے تھامے اس بار وہ نرمی سے بولا سیمل نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

"شاباش میں یہ بیگ لے جاتا ہوں تم اگر کوئی اور چیز لینا چاہو لے آؤ دروازے اچھی طرح لاک کر دینا میں باہر کا جائزہ لیتا ہوں تب تک، ہری اپ۔" اس کا سر تھپتھپاتا ہوا وہ بیگ اٹھا کر تیزی سے باہر نکل آیا۔

سیمل نے جلدی جلدی اپنی چند ایک ضروری چیزیں اٹھائی اور حسرت بھری نظروں سے پوری گھر کو دیکھتی لاک لگاتی باہر نکل آئی سامنے ہی وہ چوکیدار سے نجانے کیا بات کر رہا تھا سیمل کو آتے دیکھ کر تیزی سے صحن میں بڑا اسٹول اٹھا کر صحن کی دیوار کے ساتھ لگایا، سائرن کی آوازیں اب نزدیک آ چکی تھیں۔

"یہ ساتھ والا بنگلہ خالی ہے آج کل، میں نے پتا کروایا ہے یہاں سے ہم ساتھ والوں کے گھر کودیں گے وہاں سے ہم ان کے پیچھے بنے گیٹ سے باہر پچھلی گلی میں نکل جائیں گے وہاں

میرا ساتھی کار سمیت موجود تب تک چوکیدار پولیس کو سنبھال لے گا جلدی کرو، ہری اپ۔" وہ اسے جلدی جلدی تفصیل سمجھاتے ہوئے اسٹول پہ چڑھنے کا اشارہ کرنے لگا، صیام نے بیگ اٹھا کر دیوار کی دوسری طرف پھینکا اور یسمل کا ہاتھ پکڑ کر دیوار پہ چڑھنے میں مدد کرنے لگا، یسمل کے دیوار کی دوسری طرف کودتے ہی وہ خود دیوار پہ چڑھا اور چوکیدار کو وہاں سے اسٹول اٹھا لینے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی نیچے کود گیا، اگلے ہی پل وہ یسمل کا ہاتھ تھامے بیگ اٹھائے بنگلے کی پچھلی سائیڈ پہ آیا سامنے ہی گیٹ تھا اسے کھولا اور وہ باہر گلی میں نکل آئے سامنے ہی اس کا ساتھی موجود تھا اس کی معیت میں دونوں کار تک آئے تھے بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے یسمل کار تک آئی تھی صیام نے اس کے لئے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اسے بٹھایا اور خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا کار جھٹکے سے آگے بڑھ گئی تھی اور یسمل کا گھر اس کا بچپن اس کی یادیں ماضی سب کہیں بہت پیچھے رہ گیا تھا۔

☆☆☆

رات سفر میں ہی کٹی تھی دن بھی چڑھ آیا تھا وہ لوگ مسلسل سفر میں تھے، اب شام ڈھل رہی تھی جب پہاڑی سلسلہ شروع ہوا تھا، مزید پندرہ بیس منٹ بعد کار ایک بڑے سے پہاڑ کے پیچھے بنے ایک کھلے بڑے سے گھر کے صحن میں جا رکی تھی، صیام نے نیچے اتر کر اس کی سائیڈ والا دروازہ کھولا تھا وہ بھی آہستگی سے نیچے اتر آئی صیام کا ساتھی (جس نے ڈرائیور کے فرائض سر انجام دیے تھے) یسمل کا بیگ ڈگی سے نکال کر سامنے بنے ایک کمرے میں لے آیا تبھی گاڑی کی آواز سن کر کمروں سے چار صیام کی ہی عمر کے لڑکے نکل آئے۔

"آہاہ...... باس...... ترس گئے تھے تجھے دیکھنے کو مہینے بعد شکل دکھا رہے ہو۔" صیام کو دیکھتے ہی وہ چاروں اکٹھے ہی صیام کے گلے لگ گئے تھے یسمل جھجک کر دو قدم مزید پیچھے ہٹ گئی۔

"کیسے ہو یار، کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا پیچھے۔" صیام اب مسکراتے ہوئے ان سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا باس پیچھے جو تو اپنا چیلہ چھوڑ کے گیا تھا اس نے کبھی مسئلہ ہونے دیا۔" ایک لڑکا ہنستے ہوئے صیام کو بتا رہا تھا، تبھی اس کی نگاہ بڑی سی چادر میں خود میں سمٹی ہوئی یسمل پہ پڑی۔

"باس یہ کون ہے، کہیں شادی وادی تو نہیں رچالی۔" نظروں میں شرارت ابھری تھی، تبھی صیام کو یسمل کا خیال آیا تھا۔

"اوہ نہیں یار یہ میری گیسٹ ہے کچھ دن ہمارے ساتھ ہی رہیں گی، آؤ یسمل تمہیں تمہارے روم تک چھوڑ آؤں۔" دوستوں کو جواب دے کر وہ یسمل سے مخاطب ہوا تھا اور وہ اس کے پیچھے چل دی۔

☆☆☆

اگلے دن وہ گہری نیند میں تھی جب دروازہ زور زور سے بجا تھا، وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی کتنی ہی دیر وہ غائب دماغی سے آس پاس دیکھتی رہی کہ وہ کہاں پر ہے، اگلے ہی لمحے آہستہ آہستہ اسے سب یاد آنے لگا، رات صیام اسے کمرے میں ہی کھانا وغیرہ دے گیا تھا اور ساتھ میں تاکید بھی کر گیا تھا کہ وہ اچھی طرح سوتے وقت اندر سے دروازہ بند کر لے کھانا کھاتے ہی وہ کچھ دیر ویسے ہی کمر سیدھی کرنے لیٹی تھی مگر نجانے کب وہ نیند کی وادی میں اترتی چلی گئی شاید یہ دو دن کی تھکان تھی، دروازہ ایک بار پھر بجا تھا، دوپٹہ شانوں پہ پھیلاتی ہوئی وہ بیڈ سے اتر آئی سنگل بیڈ تھا ایک بندہ آرام سکون سے سو سکتا تھا، چنچنی

گراتے ہوئے اسے لگا تھا باہر صیام ہو گا مگر سامنے بیس بائیس سال کی لڑکی کھڑی دیکھ کر وہ حیران رہ گئی کل آتے ہی اس نے لڑکوں کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا تھا، رات صیام نے بھی یہی بتایا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ یہاں رہتا تھا۔

''السلام علیکم کیسی ہیں آپ؟'' وہ لڑکی خوش دلی سے سلام کرتی اندر چلی آئی۔

''شکر ہے جی مجھے یہاں کوئی لڑکی نظر تو آئی، مجھے صیام بھائی نے جب آپ کے بارے میں بتایا یقین کریں مجھے اتنی خوشی ہوئی صبح کے میں اتنے ڈھیر سارے چکر لگا چکی ہوں مگر آپ سوئی تھیں اب بھی مجھ سے صبر نہ ہوا میں نے آپ کو جگا دیا، ویسے آپ کو برا تو نہیں لگا ناں۔'' سیمل کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہ بولتی چلی گئی اینڈ میں سوالیہ نظروں سے سیمل کو دیکھا تھا، سیمل نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔

''تم صیام کی بہن ہو تمہاری مدر۔'' سیمل نے سوال ادھورا چھوڑ کے اسے دیکھا۔

''اوہ نہیں جی، صیام بھائی میرے اصلی والے بھائی نہیں ہیں، دراصل میں یہاں کام کرتی ہوں، صیام بھائی بہت اچھے ہیں ہماری بہت مدد کی انہوں نے کچھ دنوں سے انہیں کھانا پکانے کے لئے خانساماں چاہیے تھا تو اماں نے کہا کہ باہر کی کیوں میری بیٹی ہے ناں تم باہر کیوں کھاؤ اس دن سے میں آ کے تینوں ٹائم کا پکا جاتی ہوں صفائی ستھرائی بھی کر جاتی ہوں۔'' لڑکی کافی باتونی لگتی تھی۔

''ہوں کہاں رہتی ہو تم۔'' سیمل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''یہاں قریب ہی جی یہ آپ کے صحن میں کھڑے ہوں ناں سامنے ڈھلوان اترتی ہے سیدھی میرے گھر جاتی ہے آپ آنا ناں کبھی اماں بہت خوش ہوں گی۔'' وہ خوشی خوشی بولی۔

''نام کیا ہے تمہارا؟''

''جی زہرا نام ہے آپ ناشتہ یہیں کریں گی یا کچن میں ہی لگا دوں، صیام بھائی نے جاتے جاتے کہا تھا آپ کو یاد سے ناشتہ کروا دوں۔'' سیمل کو واش روم میں گھستے دیکھ کر زہرہ جلدی سے بولی اور واش روم میں جاتی سیمل بے ساختہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

''صیام کدھر گیا ہے۔'' (نجانے کیوں دل بے اختیار دھڑکا تھا کہیں وہ اسے اس ویرانے میں اکیلا چھوڑ ہی تو نہیں گیا)۔

''کام پر گئے ہیں باہر اسی وقت کوئی بھی نہیں ہے۔'' زہرہ جاتے جاتے رک گئی۔

''اچھا یہ صیام لوگوں نے تمہیں بتایا کہ وہ کیا کام کرتے ہیں۔'' مشکوک نظروں سے زہرہ کو دیکھا۔

''لو جی میں کیوں پوچھنے لگی ان سے نہ میں نے کبھی پوچھا نہ انہوں نے بتایا صبح جاتے ہیں شام کو آ جاتے ہیں بس میں یہ جانتی ہوں، ویسے آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔'' ایک اور سوال۔

''اف کتنا بولتی ہے یہ لڑکی۔''

''نہیں ویسے ہی، تم چلو میں آ رہی ہوں۔'' مسکرا کر زہرہ کو دیکھا اور واش روم میں گھس گئی جبکہ زہرہ سر ہلاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

☆☆☆

اسے یہاں آئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا اس دوران صیام سے اس کی ملاقات بس سرسری سی ہوتی تھی بس سلام دعا یا پھر ''آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔'' اور وہ نفی میں سر ہلا لیتی اور وہ مطمئن سا پلٹ جاتا صیام کے ساتھی بھی بس سلام دعا تک ہی اس سے بات چیت کرتے اسے دیکھتے ہی آگے پیچھے ہو جاتے، شاید یہ صیام کی

خاص تاکید تھی، صرف ایک بات اسے پریشان کرتی صیام کا ایک ساتھی، بظاہر تو وہ اسے کچھ نہ کہتا مگر سیمل کو یوں لگتا جیسے وہ ہر وقت اسے گھورتا رہتا ہے سرخ آنکھیں یوں لگتا ابھی ان سے خون رسنا شروع ہو جائے گا ہر وقت مونچھوں کو بل دیتا رہتا، سیمل جب جب اسے دیکھتی ایک خوف کی لہر پورے جسم میں دوڑ جاتی، اس دن زہرہ آئی تو اس کی طبیعت خراب لگ رہی تھی۔

''زہرہ آج تم نہ آتی گھر میں تھوڑا آرام کر لیتی۔'' زکام و بخار سے اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر سیمل ہمدردی سے بولی تھی۔

''کوئی نی جی گھر کیا کرنا تھا سارا دن بور ہی ہونا تھا سو چا چلی جاؤں ساتھ میں آپ سے گپ شپ بھی ہو جائے گی۔'' زہرہ قہقہہ لگا کر بولی تھی، سیمل مسکرا اٹھی، صیام اور اس کے ساتھی آج ذرا جلدی چلے گئے تھے۔

''آپ بھی باہر آ جائیں سیمل سارے چلے گئے ہیں، آپ بس میرے پاس بیٹھنا باتیں کرنا میں کام خود کر لوں گی۔'' وہ سیمل کا ہاتھ تھام کر کچن میں لے آئی تھی۔

''آج بھائی نے بولا تھا وہ شاید آج تھوڑا لیٹ آئیں گے۔'' کام کرتے ہوئے زہرہ اسے بتا رہی تھی، سیمل کا دھیان کہیں اور تھا وہ سوچ رہی تھی آج صیام آ جائے تو وہ اسے پاپا کے ہی گھر چھوڑ آئے آخر کب تک وہ اس کے در پہ پڑی رہے گی، تبھی وہ بے اختیار چونکی تھی زہرہ سر تھامے اس کے قریب والی کرسی پر بیٹھی تھی۔

''کیا ہوا زہرہ تم ٹھیک تو ہو۔'' وہ گھبرا اٹھی تھی۔

''بس ذرا سا چکر آ گیا جی، میں ٹھیک ہوں۔'' سر تھامے زہرہ نے مسکرانے کی کوشش کی تھی، سیمل نے فریج سے پانی نکال کر گلاس میں ڈالا اور اسے تھمایا۔

''چلو اٹھو تم اندر جا کر آرام کرو میں دیکھتی ہوں باقی کام۔'' سیمل اسے اٹھاتے ہوئے بولی تھی۔

''نہیں جی بس میں ٹھیک ہوں بس کام تو تقریباً ختم ہو گیا بس کچن سمیٹنا ہے وہ کر لوں پھر سیدھا گھر جا کر ہی آرام کروں گی۔'' زہرہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔

''نہیں تم بیٹھو میں دیکھتی ہوں باقی کام، بلکہ اب تم سیدھی گھر جاؤ اور آرام کرو، کل طبیعت ٹھیک ہوئی تو آنا ورنہ ضرورت نہیں آنے کی میں کر لوں گی سب خود ہی۔'' سیمل اسے پیار سے ڈانٹتے ہوئے بولی تھی، تھوڑی دیر بعد زہرہ چلی گئی، سیمل نے باقی کا بچا کام ختم کیا اور برتن دھو کر کچن صاف کرنے لگی، اس کا ارادہ تھا کہ کام سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر دھوپ میں بیٹھے گی آج کافی دنوں بعد سورج نے شکل دکھائی تھی اچھا موقع تھا وہ آرام سکون سے تھوڑی دیر دھوپ میں بیٹھی صیام اور اس کے ساتھیوں نے ویسے بھی لیٹ آنا تھا، نجانے وہ کیا کرتے تھے، اسے پکا یقین تھا وہ سب ڈاکو تھے مگر ڈاکو ہوتے تو رات کی بجائے وہ دن کو باہر کیوں نکلتے تھے رات کو کیوں نہیں، تجسس تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا، وہ اپنی سوچوں میں گری تھی جب اسے عجیب سا احساس ہوا تھا، بے ساختہ پیچھے مڑ کے دیکھنے پہ وہ ساکت ہوئی تھی، کچن کے دروازے میں وہ کھڑا تھا، سرخ خونی آنکھوں والا مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا، سیمل کو دیکھتے پا کر وہ مسکرایا تھا۔

''آ...... آپ یہاں...... صیام آ گیا...... آپ کو تو آج لیٹ آنا تھا ناں۔'' وہ اسے دیکھ کر ایک دم بوکھلا گئی تھی۔

''میں تو جی آج گیا ہی نہیں طبیعت ذرا اپ

سیٹ تھی۔'' مونچھوں تلے سے پیلے پیلے دانت صاف نظر آرہے تھے۔

''آپ کو کچھ چاہیے کیا۔'' نجانے اس کی آنکھوں میں ایسا کیا تھا سیمل خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''تھوڑی دیر کے لئے جی آپ کی کمپنی چاہیے جی، ڈرو نہیں جی مجھ سے بڑا شریف سا بندہ ہوں۔'' وہ بے اختیار دو قدم آگے آیا تھا سیمل کی جان پہ بن آئی۔

''آپ پلیز باہر جائیں۔''

''سوئیٹی جی کیا پرابلم ہے، اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے آپ کے قریب کھڑے ہو جائیں جی۔'' وہ اپنی خباثت پہ اتر آیا تھا، سیمل نے باہر نکلنا چاہا جب اس نے سیمل کو کندھوں سے تھام لیا۔

''دیکھ شہزادی تھوڑا ٹائم مانگ رہا ہوں آرام سے مان جاؤ ورنہ دوسرا طریقہ بھی مجھے آتا ہے۔'' وہ غراتے ہوئے سیمل کو بازوؤں سے کھینچتا ہوا کچن سے باہر لے جانے لگا۔

''چھوڑو۔'' اپنا آپ چھڑاتے ہوئے وہ چلائی مگر دوسری طرف گرفت مضبوط تھی، اسی کھینچا تانی میں سیمل کی آستین اس کے ہاتھ لگی تھی اور دور تک ادھیڑتی چلی گئی، دوپٹہ کہیں کچن کے دروازے میں ہی گر گیا۔

''آرام سے کہہ رہا تھا چل پر تم لڑکیوں میں اکڑ.....'' اس سے پہلے کہ اس کی بات پوری ہوتی سیمل نے اسے زوردار دھکا دیا اور باہر کی جانب دوڑ لگا دی اور اسی پل صحن میں قدم دھرتے ہنستے مسکراتے صیام اور اس کے پیچھے وہ چاروں بالکل ساکت ہو گئے۔

''سیمل!'' صیام کے ہونٹ ہلے تھے اور سیمل اسے دیکھتے ہی بھاگتی ہوئی اس کے سینے سے جا لگی تھی۔

''صیام...... وہ...... میں...... وہ...... مجھے...... تم نے...... مجھے چھوڑ دیا...... دیا...... اکیلا...... اس نے......'' بے ربط سے الفاظ تھے اس کے سینے سے لگی خوفزدہ سی سیمل تڑپ تڑپ کر رو دی، صیام کا گویا خون کھول اٹھا۔

''باس...... تم آگئے...... یہ جھوٹ بول رہی ہے...... اس نے خود مجھے بلایا...... اپنے پاس...... یہ دیکھو...... اس نے میرا سر بھی پھاڑ دیا...... باس یہ......'' اگلے الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے اور وہ چاروں اس پہ بھوکے شیر کی طرح ٹوٹ پڑے تھے، صیام نے ہوش و خرد سے بیگانہ سیمل کو بازوؤں میں بھرا اور اندر چل دیا، اس کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔

☆☆☆

''سائن کرواں یہ۔'' صیام نے فائل اس کے آگے بیڈ پہ پٹخی تھی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی سیمل نے سر اٹھا کر پہلے فائل کو پھر اسے دیکھا تھا۔

''کیا ہے یہ؟'' بھیگی پلکیں مسلسل فائل پہ جمی تھی۔

''نکاح نامہ۔'' صیام کے اگلے الفاظ دھماکے کی صورت میں اس کے سر پہ بجے تھے۔

''تم میرا نکاح اس ذلیل انسان سے کروا رہے ہو۔'' ڈبڈبائی نظروں سے صیام کو دیکھا تھا۔

''نہیں خود سے کروا رہا ہوں اس سے کروانے کی بجائے میں تمہارا گلا ہی نہ دبا دوں۔'' صیام نے بے ساختہ نظریں چرائی تھی۔

''تو دبا دو مجھے تم سے بھی نکاح منظور نہیں ہے۔'' سیمل نے سرد نظروں سے اسے دیکھا تھا اور تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری تھی، صیام نے چونک کر اسے دیکھا تھا اور اگلے ہی پل اس کی کلائی تھام کر جھٹکے سے اسے واپس بیڈ پہ بٹھایا

تھا۔

"کیا تم یہ چاہتی ہو آج ایک کمینے نے تم پہ ہاتھ ڈالا ہے کل کوئی اور یہ حرکت کرے، کم از کم میری بیوی بن کے کوئی ایسی نیچ حرکت کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔"

"تو وہ تمہارے کتے ہیں تم انہیں رسی ڈال کے رکھو اور مجھے معاف رکھو نہ میں تم ڈاکو میں انٹرسٹیڈ ہوں نہ ہی کسی اور میں تم مجھ پہ مہربانی کرو مجھے میرے باپ کے پاس چھوڑ آؤ ورنہ میں خود ہی چلی جاؤں گی۔" جھٹکے سے اپنی کلائی اس سے چھڑواتی وہ غرائی تھی، صیام نے بمشکل خود پہ ضبط کیا تھا، گہری لمبی سانس بھر کے چند لمحے خود کو کنٹرول کیا تھا اور دوبارہ جب اس سے مخاطب ہوا تو لہجے میں حد درجہ نرمی تھی۔

"دیکھو سیمل میں خود بھی نہیں چاہتا تمہیں یہاں رکھوں تمہارے گھر تمہارے پاپا کے گھر ہر جگہ پولیس کے بندے ہماری نگرانی کر رہے ہیں تم میری وجہ سے پھنسی ہو تو اس جھنجھٹ سے نکالنا بھی میرا کام ہے بس تھوڑے دن اور ویٹ کر لو پلیز اور میرا وعدہ ہے تم سے تم جب چاہو گی میں تمہیں چھوڑ دوں گا مگر اس وقت یہ نکاح بہت ضروری ہے پلیز، یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے اچھی بھلی زندگی گزار رہی تھی میں نہ تم آتے نہ میری زندگی تباہ ہوتی۔" وہ بے اختیار دونوں ہاتھوں میں چہرہ تھامے رو دی تھی، صیام نے بے بسی سے ہونٹ کاٹے تھے اور چپ چاپ اسے رونے دیا تھا۔

"کیا ثبوت ہے کہ یہ صرف پیپر میرج ہو گی اور میں جب چاہوں گی تم چپ چاپ مجھے چھوڑ دو گے۔" کافی دیر رونے کے بعد سر اٹھائے وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہاں تک مجھ پہ بھروسہ کر کے آئی ہو آگے بھی کر لو اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" وہ بھی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا، کتنی ہی دیر بیٹھی وہ انگلیاں مسلتی رہی پھر کچھ سوچتے ہوئے صیام کے ہاتھ سے قلم تھام لی۔

☆☆☆

اور پھر کتنے ہی دن گزر گئے وہ اپنے کمرے سے ہی نا نکلی کھانا پانی سب کمرے میں ہی مل جاتا دو تین دن سے زہرہ کا بھی کچھ پتا نا تھا صیام ہی کھانا وغیرہ کمرے میں دے جاتا، اس دن وہ پانی پینے کچن میں آئی مگر اسے ٹھٹک کر رکنا پڑا۔

آگے وہ پانچوں کچن پہ دھاوا بولے بیٹھے تھے، ایک برتن مانجھ رہا تھا ایک دھڑا دھڑ سبزیاں کاٹ رہا تھا کوئی پیاز کاٹتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہا تھا اور ایک صیام کے ساتھ چولہے کے آگے کھڑا تھا۔

"قسم سے ایسے کام کرتے اماں بہت یاد آتی ہے۔" برتن دھونے والے کی سیمل کی طرف پیٹھ تھی لیکن سیمل آواز سے پہچان گئی تھی یہ وہی تھا جو اسے اور صیام کو گھر سے پک کرنے آیا تھا صیام نے ایک دو بار اسے "الیاس" کہہ کر بھی پکارا تھا۔

"اور مجھے ایسے وقت میں اپنی ہونے والی بیوی بہت یاد آتی ہے۔" پیاز کاٹنے والے نے اپنی آنکھوں کو بے دردی سے رگڑتے ہوئے کہا تھا ایک زبردست قہقہہ پڑا تھا، سیمل جھجکتی ہوئی واپسی کے لئے مڑنے لگی تھی جب صیام کے ساتھ کھڑے لڑکے نے اسے دیکھا تھا۔

"ارے بھابھی آپ۔" اور صیام کے ساتھ ساتھ سبھی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

"وہ میں......" سب کو متوجہ پا کر وہ اک دم پریشان ہو گئی۔

''کچھ چاہیے تھا کیا؟'' صیام ہاتھ میں چمچہ تھامے تیزی سے اس کے قریب آیا جبکہ باقی سارے سر جھکائے اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے تھے۔

''وہ پانی...... پینے آئی تھی۔'' شرمندہ شرمندہ سی سر جھکا دی، صیام نے آگے بڑھ کر فریج سے بوتل نکالی اور اسے تھما دی وہ پانی لے کر اپنے روم میں چلی آئی۔

(وہ سب کیوں کام کر رہے تھے زہرہ کدھر تھی اتنے دنوں سے) اور اس رات صیام نے اسے بتایا کہ زہرہ کی والدہ سیڑھیوں سے گر گئی تھی انہیں ٹانگ میں فیکچر ہو گیا تھا سو زہرہ آج کل چھٹیوں پہ تھی نجانے کب آتی، پھر اگلے دن اسے وہ (پیلے دانتوں والا وحشی) پھر بھی دکھائی ناں دیا، صیام نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اسے واپس بھیج دیا گیا ہے، کہاں بھیجا گیا ہے یہ سیمل نے جاننا ضروری ناں سمجھا تھا، کم ازکم خوف تو چھٹا تھا جو ہر وقت سر پہ منڈلاتا رہتا تھا، کبھی کبھی وہ لوگ صبح صبح نکل پڑتے کبھی دن کو اور کبھی آدھی رات کو اچانک چلے جاتے ایسے میں کوئی ناں کوئی ایک آدھ پیچھے رہ جاتا زیادہ تر صیام ہی رک جاتا، دونوں میں بات چیت نہ ہونے کے برابر ہی تھی، اس دن رات گئے وہ لوگ لوٹے تو ان کے ساتھ دو اور بھی لڑکے تھے، سیمل کھانا وغیرہ بنا کر کمرے میں چلی آئی، کتنی ہی دیر باہر برتنوں کی آوازیں آتی رہی شاید اب وہ لوگ کھانا کھانے لگے تھے، کتنی ہی دیر بیٹھی وہ میگزین کی ورق گردانی کرتی رہی، نجانے کب نیند کی وادی میں اترتی چلی گئی، اچانک سے زور دار دستک سے اس کی آنکھ کھلی تھی، ابھی چند منٹ ہی تو ہوئے تھے آنکھ لگے۔

''کون؟'' دروازے کے قریب جا کر پوچھا۔

''میں ہوں سیمل دروازہ کھولو۔'' صیام کی دھیمی آواز کانوں سے ٹکرائی تھی سیمل نے چٹخنی گرا دی، تھکا ماندہ صیام ہاتھ میں گدا اور کمبل اٹھائے اندر داخل ہوا سیمل نے حیرت سے اسے دیکھا، جو اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر کے زمین پہ گدا بچھا کر اس پہ ڈھیر ہو گیا تھا۔

''او ہیلو یہ تم کدھر منہ اٹھا کے اندر چلے آئے۔'' وہ بے یقینی سے آگے بڑھی تھی۔

''صبح بات کریں گے ابھی سو جاؤ بہت سخت نیند آ رہی ہے۔'' نیند میں ڈوبے صیام کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔

''دماغ خراب ہے تمہارا، صیام اٹھو یہاں سے اور نکلو میرے کمرے سے۔'' غصے سے اس کے اوپر سے کمبل کھینچتی ہوئی وہ چیخی تھی، صیام نے سیدھا ہو کر نیند میں ڈوبی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

''میڈم تمہارے آنے سے پہلے یہ کمرہ میرا تھا ایویں خواہ مخواہ قبضہ جما کے بیٹھ گئی اور میں تمہیں تنگ کر رہا ہوں کیا، تم اوپر بیڈ پہ میں نیچے زمین پہ بس بات ختم۔'' بات ختم کرتے ہی غڑاپ سے دوبارہ کمبل میں منہ گھسا لیا۔

''بات ختم نہیں مسٹر صیام بات تو ابھی شروع ہوئی ہے، پورے پلانز ہو تم پہلے میرے گھر میں گھسے مجھے گھر سے در بدر کروایا پھر زبردستی کا نکاح اور اب زبردستی کمرے میں گھسنا کل کو خود کو میرا شوہر کہہ کے حق بھی جماؤ گے، سوچ ہے تمہاری، تم رہو اس کمرے میں، میں یہاں مزید نہیں ٹھہرنے والی جا رہی ہوں میں۔'' اس کے منہ سے کمبل کھینچتے ہوئے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سرد لہجے میں بولی تھی اور تیزی سے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھی جب بے ساختہ صیام نے اس کی کلائی تھام کے اسے جھٹکے سے واپس اپنے

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

پاس بیٹھایا اور خود بھی اٹھ بیٹھا۔
''(نجانے کس پاگل نے ڈاکٹری کی ڈگری تھما دی تھی پاگل کو)۔'' منہ ہی منہ میں بڑبڑایا، سیمل نے گھور کے اسے دیکھا۔
''تمہیں ہر بار کیوں لگتا ہے میں جھوٹ کہتا ہوں پلان کرتا ہوں، میں تمہارے گھر میں گھسا یہ واقعی میرا پلان تھا کیونکہ مجھے ٹریٹمنٹ کروانی تھی دور دور تک اور کوئی ڈاکٹر ناں تھا اس لئے میں تمہارے گھر آیا اور اپنے ساتھ زبردستی نہیں لایا تھا تمہیں تم خود آئی تھی اپنی مرضی سے اور اس کمرے میں، میں کیوں آیا ہوں تم یہ حق جمانے نہیں بلکہ میرے ساتھ دو لڑکے اور آئے ہیں ناں ان کے لئے جگہ نہیں تھی روم میں تو مجھے جگہ چھوڑنی پڑی باہر ایسی کوئی جگہ ہی ناں تھی ورنہ اس روم میں آنے کی غلطی ناں کرتا، ایویں خواہ مخواہ نیند کے ساتھ ساتھ موڈ بھی خراب کر دیا، چلو اٹھو جاؤ اپنے بستر پہ پھر مجھے غصہ آ گیا ناں تو پھر مجھ سے گلہ مت کرنا۔'' بولتے بولتے آخر سے وہ پٹڑی سے اتر گیا سیمل نے گھور کے اسے دیکھا تھا اور بڑبڑاتی ہوئی بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆

اور پھر روز رات کو وہ اس کے سونے کا انتظار کرتی اور جب تک وہ سو نہ جاتا وہ کبھی میگزین دیکھتی رہتی کبھی موبائل میں گیم کھیلنا شروع کر دی، جیسے ہی اسے لگتا وہ گہری نیند سو چکا ہے وہ لائٹ آف کر کے خود بھی لیٹ جاتی مگر پھر بھی انجانا سا خوف دل میں کنڈلی مارے بیٹھا رہتا، صیام کی بھی کوئی جانے کی ٹائمنگ نہ تھی کبھی صبح سویرے منہ اندھیرے نکل جاتا کبھی رات گئے کہیں نکل جاتے، جاتے ہوئے وہ اسے دروازہ اندر سے سختی سے لاک کرنے کی تاکید کرتا، جہاں بھی جاتے وہ سب اکٹھے ہی جاتے اور پیچھے اکیلی وہ خوف سے آدھی رہ جاتی، کئی دفعہ صیام کے رات ٹائم جانے پہ وہ ٹوک بیٹھی۔
''تم لوگوں کو رات کو لازمی جانا ہوتا ہے دن کو نکل جایا کرو مجھے ڈر لگتا ہے اکیلے، کسی روز خوف سے ہی میں مر جاؤں گی۔'' وہ چپ چاپ سنے جاتا۔
''کیا کریں بی بی ہماری مزدوری ہی رات ٹائم کی ہے کمائیں گے نہیں تو کھائیں گے کیسے، ویسے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں، تمہیں بے شک گھر میں تم اکیلی ہوتی ہو مگر اسے گھر کے آس پاس میرے نگران موجود رہتے ہیں چوبیس گھنٹے کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا۔'' وہ آخر میں شرارت پہ اتر آیا۔
''ہونہہ، مزدوری سیدھی طرح نہیں کہے گا چوری کرنا نہیں چھوڑیں گے۔'' وہ بڑبڑاتی اٹھ جاتی اور وہ ان سنی کرتا باہر نکل جاتا۔
اس رات بھی وہ اس کے سونے کا ویٹ کر رہی تھی نظریں ہاتھ میں تھامے میگزین پر تھیں جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ گہری نیند میں جا چکا ہے وہ سونے کے لئے لیٹ گئی۔
اگلے ہی لمحے صیام کا موبائل وائبریٹ ہوا تھا ساتھ ہی بجنے لگا تھا وہ دنگ رہ گئی، جب موبائل کی وائبریشن پہ ہی وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا تھا، ٹیون تو بہت بعد میں بجی تھی، وہ الرٹ ہو کے سوتا تھا وہ تو تبھی تھی وہ گہری نیند ہوتا ہے۔
''جی سر، لیس سر۔'' کی گردان کرتے وہ جلدی سے بستر چھوڑ چکا تھا، آنکھوں پہ بازو رکھے وہ گہری نیند سونے کا تاثر دے رہی تھی مگر آنکھ کی جھری سے مسلسل صیام کی حرکات پہ نظر تھی، کال بند کرنے کے بعد اب وہ کوئی نمبر پش کر رہا تھا۔
''ہیلو الیاس۔'' دوسری طرف شاید رابطہ ہو گیا تھا۔

''سنو جلدی سے سب ریڈی ہو جاؤ ہمیں ابھی نکلنا ہوگا، اس دفعہ ٹائم بھی زیادہ لگے گا اور مال بھی پہلے سے بڑھ کر ہے، ہری اپ۔'' کال بند کر کے وہ جلدی سے الماری کی طرف بڑھا اور اپنا مخصوص بلیک لباس نکال کر واش روم میں جا گھسا، وہ ساکت لیٹی گہرے گہرے سانس لیتی رہی، اور جس وقت وہ چینج کر کے باہر آیا وہ اسے بیڈ پہ بیٹھی نظر آئی۔

''تم سو جاؤ ٹینشن فری ہو کے میں نے بتایا ناں میرے آدمی یہاں پر جگہ موجود ہے۔'' اسے ایک نظر دیکھ کر صیام نے الماری سے اپنا چھوٹا سا بیگ نکالا جس میں وہ غالباً اپنا اسلحہ رکھتا تھا۔

''کیا تم یہ کام چھوڑ نہیں سکتے صیام۔'' آس بھری نظروں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی بیگ کی زپ بند کرتے صیام کے ہاتھ ذرا دیر کو رکے تھے۔

''یہ کام میرے باپ کو بھی پسند نہیں تھا سیمل انہوں نے کہا میں انہیں چھوڑ دوں یا اس کام کو چھوڑ دوں میں نے انہیں چھوڑ دیا، میں اس کام کے لئے جان تو دے سکتا ہوں مگر چھوڑنے کا نہیں سوچ سکتا، خیر اپنا خیال رکھنا کام ذرا زیادہ ہے ٹائم بھی لگ سکتا ہے تم اپنا نمبر آن رکھنا میں فون کروں گا۔'' اگلے ہی پل وہ اس کا سر تھپتھپاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا وہ وہی اپنی جگہ ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔

☆☆☆

اس نے کہا تھا ٹائم زیادہ لگے گا اور واقعی آج انہیں گئے چار دن ہو گئے تھے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا ایک دن سے زیادہ وہ کبھی بھی باہر ناں رہے تھے اور آج چار دن بیت گئے تھے، صرف ایک دفعہ صیام کی کال آئی تھی اس میں صرف اس نے اتنا ہی کہا تھا دو تین دن لگے گے تم زہرہ کو اپنے پاس بلا لینا اور ان چار دنوں میں زہرہ اس کے ساتھ تھی مگر شام ڈھلتے ہی آج اس کا بھائی اسے لینے آ گیا تھا، اس کی ماں کی طبیعت ٹھیک نہ تھی سو زہرہ چلی گئی اور ساری رات وہ کمرے کو لاک کیے اکیلے گھر میں تھر تھر کانپتی رہی صیام کا نمبر بھی مسلسل آف تھا، جو اگلے دو دن مزید آف رہا ان دو دنوں میں بھی زہرہ چند منٹ کے لئے آئی تھی، آج ساتواں دن تھا، باہر گہری سیاہ رات باہر وقفے وقفے سے ہوتی بارش اسے آج بھی یقین ہو چلا تھا کہ وہ واپس نہیں آنے والے صیام کا فون بھی مسلسل آف تھا اور آج تو موسم کی وجہ سے سگنل بھی پرابلم کر رہے تھے، یونہی نیم دراز موبائل کو دیکھتے دیکھتے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی اور جس وقت وہ بمشکل سے ہی سہمی میٹھی گہری نیند میں پہنچی تھی تبھی بارش میں بھیگا نڈھال سا تھکن سے چور وجود لئے وہ باہر سے کمرے کا لاک کھولتا اندر داخل ہوا تھا (جب سے وہ اس روم میں سونے لگا تھا اس نے ایک ایکسٹرا چابی بنوا کر اپنے پاس رکھ لی تھی) سامنے ہی وہ کمبل میں دبکی سیدھی لیٹی میٹھی گہری نیند میں تھی ایک ہاتھ میں موبائل دبا تھا براؤن گھنے لچھے دار سلکی بال دور تک تکیے پہ بکھرے پڑے تھے، اتنے دنوں کی تھکن بھلائے وہ بے اختیار سا اس کے قریب چلا آیا، آہستگی سے اس کے ہاتھ میں سے موبائل لیا، یونہی سرسری سا چیک کرنے کے لئے ان باکس کھولا بے شمار پیغامات اسی کے نمبر پہ بھیجے گئے تھے جو شاید موسم کی خرابی کی وجہ سے نہیں راستے میں ہی اٹکے رہے تھے، گھر جلدی آنے کا، اکیلے ڈر لگنے کا، کسی میں ڈانٹ، کسی میسج میں غصہ کسی میں فکر، کال لاگ میں بھی چند منٹ پہلے ''اسی کے نمبر پر کال کی گئی'' کا سائن تھا، موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر صیام نے اسے دیکھا،

میٹھی گہری نیند سے ذرا بھی محسوس نہ ہوتا تھا کہ چند منٹ پہلے وہ کسی خوف کا شکار رہی تھی، لمبی پلکوں بند آنکھوں کے پیچھے نجانے کون سا سہانا خواب تھا ہونٹوں پہ بدستور زم سی مسکراہٹ پھیلی تھی، اگلے ہی پل وہ بے اختیار جھکا تھا اور اس کی پیشانی چوم لی کئی لمحے وہ اس کے چہرے پہ اپنی محبت رقم کرتا رہا وہ نیند میں کسمسائی تھی صیام بے اختیار سیدھا ہوا تھا، شعور کی منزلیں طے کرتے ہوئے وہ نیم وا آنکھوں سے کتنی ہی دیر صیام کو دیکھتی رہی اور اگلے ہی پل جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

''تم..... کب آئے۔'' وہ اس کے انتہائی قریب بیٹھا تھا، وہ کسک کے دور ہوئی سنگل بیڈ ہونے کی وجہ سے زیادہ دور نہ ہو سکی۔

''ابھی آیا ہوں چند منٹ ہی ہوئے ہیں۔'' وہ اس کی حرکت نوٹ کر چکا تھا نجانے کیوں دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔

''تم چینج کر لو بھیگے ہوئے ہو بیمار ہو جاؤ گے۔'' وہ تیزی سے اٹھنے لگی جب صیام نے بے ساختہ اس کا ہاتھ تھام لیا اور سیمل کو لگا جیسے کسی جلتے تنور نے اسے چھو لیا ہو۔

''تمہیں بخار ہے.....مم..... میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں کھا کے میڈیسن کھا لینا اور یہ کپڑے بھی چینج کر لو گیلے۔''

''سیمل!'' تیز تیز بولتی وہ اٹھی تھی جب صیام بے اختیار بول اٹھا تھا، سیمل نے بے اختیار مڑ کر اسے دیکھا تھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا کیا کیا نہیں تھا نظروں میں، دھڑکن حد سے سوا تھی سیمل نے بے اختیار نظریں چرائی تھی اس میں پہلے وہ کمرے سے نکلتی صیام نے بے ساختہ کلائی تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

''میں بہت تھکا ہوا ہوں سیمل بہت زیادہ، پلیز میری تھکن اتار دو۔'' دھیرے دھیرے سرگوشی کرتا وہ اس پہ جھکا تھا۔

''صیام!'' پنجرے میں قید طوطے کی طرح پھڑپھڑائی تھی۔

''سیمل پلیز۔'' اپنی مضبوط باؤں میں لیتے ہوئے اسے اپنے سینے میں چھپا لیا تھا۔

☆☆☆

اگلی صبح اس کی آنکھ سیمل کی سسکیوں کی آواز پہ کھلی تھی بمشکل سے اپنی دکھتی آنکھوں کو کھول کر اپنے دائیں طرف دیکھا وہ کمبل اوڑھے اس کے بیڈ پہ موجود تھا جبکہ سیمل بیڈ سے نیچے پائنتی والی سائیڈ پہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا، صیام نے دونوں ہاتھوں سے پھوڑے کی مانند اپنے دکھتے سر کو دبایا تھا اور جھٹکے سے اٹھ بیٹھا، سیمل کی سسکیاں ہتھوڑے کی مانند اس کے دماغ میں بج رہی تھی، کمبل خود پر سے ہٹاتے ہوئے وہ اس کے قریب جا بیٹھا۔

''سیمل!'' دھیرے سے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھا جھٹکے کھاتا وجود تھم گیا، سیمل نے سرخ ہوتی بھیگی پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا ستا ہوا چہرہ صیام کے دل پہ جیسے گھونسا پڑا۔

''سیمل اس میں رونے کی کیا بات ہے بیوی ہو تم میری۔'' سر میں پڑنے والی ٹیس اگنور کرتے وہ آہستگی سے اسے تھام کے بولا، سیمل نے دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر اسے خود سے دور کیا۔

''تم ایک ڈاکو ہو اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتی میں مجھے تمہارے ساتھ زندگی نہیں گزارنی سمجھے تم۔'' وہ زور سے چیخی تھی صیام نے اپنے چکراتے سر کو تھاما تھا کتنی ہی دیر وہ اسے روتے دیکھتا رہا۔

''سیمل...... یار...... میری بات تو سنو۔'' دھیرے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور وہ

کسی کٹی ہوئی شاخ کی طرح اس کے سینے سے جا لگی۔

''تم بہت جھوٹے ہو تم نے کہا تھا تم مجھے میرے ماں باپ کے پاس چھوڑ آؤ گے مجھے طلاق دے دو گے مجھ پہ حق نہیں جتاؤ گے تم نے جھوٹ بولا، تم اعتبار کے لائق ہی نہیں ہو، اللہ کرے تم مر جاؤ صیام، اللہ کرے مر جاؤ۔'' اس کے آگ اگلتے سینے میں منہ دیے وہ تڑپ تڑپ کر رو دی تھی۔

''اللہ کرے میں مر جاؤں سیمل تمہاری بد دعا مجھے لگ جائے۔'' دھیرے سے سرگوشی کرتا وہ ایک بار پھر اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ چکا تھا۔

☆☆☆

''بھابھی! صیام اٹھا نہیں ابھی تک؟'' الیاس تین دفعہ اس کا پوچھ چکا تھا، وہ صبح سے کچن میں تھی واپس اپنے کمرے میں نہیں گئی تھی۔

''نہیں بھائی آپ خود جا کر دیکھ آئیں شاید اٹھ چکے ہوں۔'' خود کو مصروف ظاہر کرتے ہوئے وہ بولی، جس کا صاف مطلب تھا وہ کمرے میں جانا ہی نہیں چاہتی، الیاس واپس مڑ گیا تھا صیام کو رات سے بخار تھا اور اسے جیسے پروانہ تھی وہ صبح کی دوبارہ روم میں نہیں گئی تھی اور پھر کام ختم کر کے رات گئے وہ روم میں آئی تب بھی وہ یونہی بے سدھ پڑا تھا سیمل کا دل چاہا کہ وہ اسے اٹھانے کے بہانے ہی سہی پر اس کا بخار چیک کرے مگر اگلے ہی لمحے اپنی ہی سوچ پر لعنت بھیجتی وہ زمین پر بچھے گدے پر آ لیٹی (اس کے بیڈ پر وہ قابض تھا ناں) نیند نے لمحوں میں ہی اسے آ لیا تھا، رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب عجیب سی غراہٹوں بھری آواز پہ اس کی آنکھ کھل گئی تھی، بے اختیار دھیان صیام کی طرف گیا تھا، اگلے ہی لمحے وہ چونک اٹھی نظر بیڈ تک گئی تھی جہاں مسلسل کچھ بڑبڑاتے ہوئے وہ زور زور سے سر تکیے پر پٹخ رہا تھا، جلدی سے اٹھ کر وہ اس کے قریب آئی تھی۔

''اماں...... نازی...... پانی۔'' وہ ہلکے ہلکے بڑبڑا رہا تھا۔

''صیام!'' سیمل نے اپنا نخ ہوتا ہاتھ اس کی سلگتی پیشانی پر رکھا تھا مگر اگلے ہی پل کھینچ لیا اسے لگا جیسے اس نے جلتے تنور میں ہاتھ ڈالا ہو۔

''پانی دو۔'' صیام دھیرے سے بڑبڑایا تھا آنکھیں ہنوز بند تھی سیمل نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ لیا اور گلاس میں ڈال کر اس کے قریب چلی آئی۔

''صیام پانی پی لو۔'' جھک کر آہستگی سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ذرا اونچا کیا اور گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔

''چھوڑو مجھے تم کون ہو۔'' صیام نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اور اپنے ماتھے پہ پڑا سیمل کا ہاتھ زور سے جھٹکا تھا وہ گنگ رہ گئی وہ اسے پہچان نہیں رہا تھا۔

''صیام میں سیمل...... تمہاری بیوی۔'' اسے بے اختیار رونا آیا تھا۔

''کون سیمل؟...... نازو کدھر ہے...... اماں کو بلاؤ......'' سر کو زور سے بیڈ کراؤن سے پٹخا تھا، سیمل نے بے اختیار اسے تھاما وہ ہوش و خرد سے بیگانہ تھا۔

''صیام!'' وہ بے ساختہ رو دی، ایک مضبوط توانا مرد کو سنبھالنا کتنا مشکل تھا، وہ بے دردی سے سر بیڈ کراؤن سے مار رہا تھا خون کی ننھی سی دھار پیشانی کے کنارے سے نکلی تھی، وہ ڈر گئی تھی بے ساختہ روتے ہوئے صیام کے سر کو اپنے کمزور بازوؤں میں چھپا لیا تھا شاید یہ بھی روکنے کا ایک طریقہ تھا۔

''نازو سر میں بہت درد ہے۔'' صیام نے

انگارہ ہوتی آنکھیں اس پہ ٹکا دی۔

''نازو!'' دھیمی سرگوشی نما آواز تھی اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ غنودگی میں چلا گیا سیمل کتنی ہی دیر بیٹھی اس کا سر دباتی رہی۔

''نازو کون تھی؟ صیام کا اس سے کیا تعلق تھا۔'' ذہن میں کئی سوال گردش کرتے رہے، کافی دیر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتی وہ اسی سوچ میں ڈوبی اسے دیکھتی رہی، صبح فجر کی اذان کے ساتھ صیام نے آنکھ کھولی تھی۔

''سیمل...... پانی۔'' اور سیمل نے جلدی سے اٹھ کر پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگایا تھا، شکر ہے بخار کافی کم ہو چکا تھا اور وہ اب اسے پہنچاننے بھی لگا تھا، وہ بیٹھی آہستہ آہستہ اس کا سر دباتی رہی وہ اب اپنے شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا شاید گرمی لگ رہی تھی بخار بھی تو بہت تیز تھا ناں سیمل نے نرمی سے اس کا ہاتھ ہٹا کر بٹن کھول دیئے صیام نے سیمل کے یخ ہوتے ہاتھ اپنے سینے پر دھر لیے۔

''مجھے کبھی بھی مت چھوڑ کے جانا سیمل ورنہ میں مر جاؤں گا۔'' اس کا ایک ہاتھ مضبوطی سے تھامے دوسرا آنکھوں پہ رکھتے ہوئے وہ دھیرے سے بڑبڑایا تھا، رات کی تھکی ماندی نیند سے بند ہوتی آنکھیں لئے سیمل نے دھیرے سے اپنا سر اس کے سینے پہ ٹکا دیا تھا۔

☆☆☆

وہ کئی دفعہ اکثر باتوں کے درمیان کبھی کبھی اس سے اس کے گھر والوں کا ذکر چھیڑ دیتی مگر وہ ہر مرتبہ ٹال جاتا یا بات ہنسی میں اڑا دیتا اور وہ بھی زیادہ زور نہ دیتی تھی، شاید وہ بتانا نہیں چاہتا تھا، دو دن اسے بخار رہا تھا اور وہ کافی ویک بھی لگ رہا تھا یہ دو دن لڑکے دن بھر اس کے روم میں پائے جاتے اور وہ سارا دن کچن میں گزار دیتی کبھی ایک چیز بناتے کبھی دوسری، لڑکوں کے ہوتے ہوئے وہ کم ہی کمرے میں جاتی، سارے ہی اسے عزت سے بلاتے اسے آتے دیکھ کر وہ جگہ ہی چھوڑ دیتے چاہے وہ کمرہ ہو کچن ہو یا صحن ہو، مگر وہ کم ہی کسی سے بات کرتی اس وقت بھی وہ روم میں آئی تو الیاس صیام کے پاس کوئی فائل لئے بیٹھا تھا اسے آتے دیکھ کر ہی ''اچھا باس باقی میں دیکھ لوں گا آپ آرام کریں'' کہہ کر کمرے سے نکل گیا، وہ ایک نظر صیام کو دیکھ کر (جو اسی کی طرف متوجہ تھا) الماری سے کپڑے نکال کر واش روم میں جا گھسی اور جس وقت وہ باہر آئی صیام فون کان سے لگائے کسی سے باتوں میں مگن تھا اسے آتے دیکھ کر فون بند کر دیا، وہ بال سلجھا رہی تھی اسے مصروف دیکھ کر صیام نے فائل اٹھالی۔

''یہ نازو کون ہے؟'' فائل کا صفحہ پلٹتے اس کے ہاتھ ٹھٹکے تھے، سیمل نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔

''تم کیوں پوچھ رہی ہو۔'' فائل بند کر کے سائیڈ پہ رکھ دی۔

''اس رات بہت پکار رہے تھے اسے کوئی بہت اسپیشل ہے۔'' سیمل نے ایک نظر اس کے چہرے کا جائزہ لیا جس پہ نجانے اس نام پہ کیسی چمک آگئی تھی ہونٹ بھی خود بخود مسکرانے لگے تھے۔

''ہاں بہت اسپیشل ہے، جان ہے میری۔'' صیام کے ہونٹوں پہ بے ساختہ مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔

''کتنی جانیں ہے تمہاری لگے ہاتھوں پہ بھی بتا دو۔'' سیمل نے ہاتھ میں تھاما برش زور سے ٹیبل پہ پٹخا تھا نجانے کیوں غصہ آ گیا تھا، صیام نے بے ساختہ گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

''صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی

نہیں۔" کی عملی تفسیر بنی وہ سامنے کھڑی تھی۔

"ہوں...... ایک...... دو...... تین......
پوری تین جانیں ہی میری، ویسے مجھے کچھ کچھ جلنے کی بو آ رہی ہے کچھ چولہے پہ چڑھا کے آئی تھی کیا۔" معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے سیمل کو دیکھا نجانے کیوں اب اسے تنگ کرتے مزہ آنے لگا۔

"میں کیوں جلنے لگوں، جلتی ہے میری جوتی، میری طرف سے جاؤ بھاڑ میں، تین بناؤ یا تین سو بناؤ، میری بھلا سے۔" وہ تن فن کرتی اس کے پاس سے گزرتے ہوئے باہر جانے لگی جب بے اختیار ہنستے ہوئے صیام نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

"قسم سے آج پکی میری بیوی لگ رہی ہو لڑتی جھگڑتی لڑاکا بلی۔" صیام نے اسے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے کہا جب وہ بھڑک اٹھی۔

"ہٹو پرے تم مرد ہوتے ہی مطلب پرست ہو، ایک چھوڑی دوسری پکڑ لی، دوسری سے دل بھر گیا تیسری پکڑ لی۔" بڑبڑاتے ہوئے صیام کا ہاتھ زور سے جھٹکا تھا، صیام نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

"تمہاری نظر میں مرد ایسے ہوتے ہیں تو میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں سیمل، میری زندگی میں تم آئی ہو جو پہلی ہو اور آخری بھی...... تم ہی ہو...... اور تم ہی رہو گی۔" دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

"ہاں تو اس رات نازو نازو ایسے کر رہے تھے کہ پتا نہیں کب سے بچھڑے بیٹھے ہیں محترمہ سے۔" زور زور سے بولتی وہ اس کے ہاتھ جھٹکتی اٹھ گئی۔

"یار اب میری سگی بہن سے بھی جلو گی تم۔" سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے صیام نے شرارت سے اسے دیکھا تھا سیمل ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی۔

"سچ میں بہن ہے تمہاری۔" جتنی تیزی سے اٹھی تھی اتنی ہی تیزی سے واپس بیٹھ گئی۔

"سچی مچی تمہاری قسم۔" صیام کی آنکھوں میں شرارت بھری تھی۔

"تو مجھے وہاں کیوں نہیں لے جاتے یہاں کیوں رکھا ہے اپنی اماں سے ملواؤ اپنے بابا سے اپنی بہن سے میرا بھی دل کرتا ہے میں ان سے ملوں۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے آہستگی سے بولی، صیام گہری سانس بھرتے اسے دیکھنے لگا۔

"لے جاؤں گا یار ابھی ٹائم نہیں آیا، ابھی ناراضگی چل رہی ہے ان سے۔" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے وہ دھیرے سے بولا۔

"تم مجھے لے چلو وہاں میں سب کو راضی کر لوں گی، دیکھنا تم۔" وہ جوش سے بولتی مزید اس کے قریب ہوئی۔

"شوہر کو تو راضی کرتی نہیں ہو دیکھنا تم سیدھی جہنم میں جاؤ گی۔" شرارت سے کہتے ہوئے صیام نے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔

"صیام پلیز تم ہر بار مجھے یونہی ٹال دیتے ہو آج تم......" وہ یونہی چیختی چلاتی رہ گئی صیام نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروا دیا وہ بے بسی سے پھڑ پھڑاتی رہ گئی۔

☆☆☆

وہ کچن میں کھڑی برتن دھو رہی تھی مگر دھیان باہر لاؤنج میں بیٹھے صیام اور اس کے ساتھیوں کی جانب تھا کچن کی کھڑکی سے صاف باہر نظر آ رہا تھا باتوں کی آواز بھی وہ آسانی سے سن سکتی تھی، چاروں طرف کرسیوں پہ پھیلے وہ سات افراد تھے درمیان میں میز پہ کوئی نقشہ کھلا پڑا تھا جس پہ صیام جھکا ہاتھ میں پنسل لئے نشان

لگا لگا کر سمجھا رہا تھا۔

"یہ ہے وہ وادی۔" صیام کی آواز ابھری تھی۔

"اس وادی کے دائیں طرف یہ آٹھ گھر ہے کل آٹھ گھر اور ان آٹھ گھروں سے چند گز کے فاصلے پر یہ آرمی کیمپ ہے جہاں پہ ہمیں دھاوا بولنا ہے، کل چالیس آدمی آفیسر ہے ہمیں انہیں زندہ پکڑنا ہے اگر تم لوگوں میں سے کوئی بھی، کوئی بھی ایک ذرا سا بھی خطرہ محسوس کرے تو بجائے زندہ پکڑنے کے سب کو اڑا دینا بوم ہوں گے ہمارے پاس (سیمل نے بے اختیار سینے پہ ہاتھ رکھا تھا، "آرمی آفیسر" اسے آرمی سے شدید عشق تھا) یاد رکھنا ہمیں پیچھے سے بھی آرڈر ملا ہے زندہ پکڑنے کا اور اگر نہ پکڑ پائے تو کوئی بھی کمینہ واپس زندہ نہ جا سکے، سمجھے تم لوگ۔" وہ اب باری باری سب کو دیکھ رہا تھا۔

"یس باس۔" سب لڑکوں نے گردنیں اثبات میں ہلائی تھی سیمل کا ہاتھ بے اختیار کلیجے پر پڑا تھا۔

"نہیں صیام نہیں اس بار نہیں پاک آرمی کو ختم کرنے کا تم نے سوچا بھی کیسے، اس بار میں تمہیں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی چاہے اس کے لئے مجھے اپنا شوہر ہی کیوں نہ گنوانا پڑے۔" دل ہی دل میں وہ صیام سے مخاطب ہوئی تھی، کان اب بھی باہر تھے جہاں اب صیام جس دن اٹیک کرنا تھا اس دن کی ٹائمنگ اور کب نکلنا ہے دن بتا رہا تھا وہ دھیان لگا کر سننے لگی۔

☆☆☆

وہ کمرے میں افسردہ سی سر جھکائے ہاتھ میں موبائل تھامے اس کی سکرین کو گھورتی ہوئی دیکھے جا رہی تھی ذہن کہیں اور تھا اسی لمحے بولتا ہوا صیام اندر آیا تھا۔

"سیمی یار وہ میرے بلیک کپڑے نکال دینا آج رات ہمیں جانا ہے۔" وہ الماری کی طرف بڑھا تھا دراز کھول کر وہ جھک کر کوئی چیز تلاش کرنے لگا سیمل کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر الویں پیچھے مڑ کر دیکھا وہ ساکت سی بیٹھی موبائل سکرین کو گھورے جا رہی تھی، وہ دراز بند کرتا سیدھا ہوا اور چلتا ہوا اس کے برابر آن بیٹھا۔

"کیا ہوا ہے؟" اس کے ہاتھ میں موبائل لے کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"تم جاؤ صیام پلیز۔" ڈبڈبائی نظروں سے صیام کو دیکھا صیام کا دل بے اختیار ڈولا۔

"کیا یار اب یہ مت کہنا ڈر لگتا ہے کہا ناں تمہیں یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے آس پاس بہت سے نگران چھوڑ رکھے ہیں میں نے۔" گال پہ بہتے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بے اختیار مسکرایا تھا، مگر اگلے ہی پل وہ سسکتی ہوئے اس کے سینے سے جا لگی۔

"پلیز صیام مت جاؤ مجھے بہت ڈر آ رہا ہے آج، جیسے کچھ ہو جائے گا، ہم...... ہم تمہارے گھر چلتے ہیں ہم سب کو منالیں گے میں سب کے پاؤں پکڑ لوں گی مگر پلیز پلیز آج مت جاؤ۔" وہ رو رہی تھی التجا کر رہی تھی ساکت بیٹھے صیام کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا بے اختیار اس کا چہرہ اٹھا کر اپنے سامنے کیا ایسی کیا وجہ تھی جو وہ یوں تڑپ کے روتی تھی ورنہ پہلے تو صرف وہ غصہ کرتی تھی اور چپ ہو جاتی تھی۔

"وہ بات بتاؤ سیمل جو تمہیں ڈرا رہی ہے۔" اس کی آنکھیں صاف کرتا وہ دھیرے سے بولا تھا، سیمل نے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں بس تم مت جاؤ پلیز آج مت جاؤ۔"

''سیمل پلیز مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟'' صیام کے پوچھتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

''تم لوگ آج آرمی آفیسر کو مارنے جا رہے ہو ناں، میں نے سب سن لیا صیام۔'' سیمل نے ڈبڈبائی نظروں سے صیام کو دیکھا۔

''مت کرو صیام یہی آرمی ہمیں سرد گرم میں بچاتی ہے اسی آرمی کو ختم کرنے کا سوچ رہے ہو۔'' آنسو پونچھتے ہوئے صیام کو دیکھا، صیام نے گہری سانس بھرتے ہوئے اسے دیکھا اور دھیرے سے مسکرا دیا۔

''تم پاگل ہو ڈاکٹر، واپس آ کے تمہیں بتاؤں گا سب کچھ، ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم لوگ جاؤ گے تو واپس آؤ گے ناں۔'' سیمل بے ساختہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''یار سیمل کہا ناں واپس آ کر سب بتاؤں گا تمہیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے اسے شانوں سے تھامتے ہوئے بولا تھا اسی وقت الیاس گھبرایا ہوا اندر داخل ہوا۔

''باس...... اکبر کا فون آیا تھا کسی مخبر نے پولیس کو خبر کر دی تھوڑی ہی دیر میں یہاں ریڈ پڑنے والی ہے۔'' صیام کے مسکراتے لب بند ہوئے تھے۔

''تم جاؤ گے تو واپس آؤ گے ناں۔'' سیمل کی بات اب سمجھ میں آئی تھی۔

''سیمل تم نے۔'' بے یقینی سے سیمل کو دیکھا۔

''تم چوریاں کرتے رہے ڈاکے ڈالتے رہے میں چپ رہی مگر صیام جب بات وطن کے جوانوں پہ آ جائے تو مجھ جیسی لڑکیاں خاموش نہیں بیٹھتی، میں نے بھی سب بتا دیا۔'' ایک آنسو تڑپتا سسکتا ہوا لڑھکتا ہوا گال تک آیا صیام نے کرب سے آنکھیں موند لی۔

''باس آپ بھابھی کو لے کر پیچھے والے راستے سے نکلیں وہاں شبیر گاڑی سمیت موجود ہے باقی پولیس کو ہم لوگ سنبھال لیں گے۔'' الیاس نے بے یقینی کے بھنور سے نکلتے ہی صیام کو سچوئیشن سمجھائی تھی۔

''نہیں الیاس یونہی تو یونہی سہی اسے ہم چور لگے ڈاکو لگے اب اریسٹ کروا رہی ہے تو ٹھیک ہے میں بھی وہی مرد ہوں جو اپنے کام کے لئے سینے پہ گولیاں کھانے کو بھی حاضر رہتا ہے۔'' صیام تیزی سے آنکھیں صاف کرتا باہر جانے لگا جب الیاس نے تیزی سے اس کا رستہ روک لیا۔

''نہیں صیام بھابھی کچھ نہیں جانتی اگر جانتی ہوتی تو ایسا کبھی نا کرتی ان کی پہلی غلطی سمجھ کر ہی سہی یہاں سے نکلو انہیں لے کر۔''

''تم اس کو میرے گھر چھوڑ دینا الیاس جاؤ تم باقی میں نمٹ لوں گا یہاں۔'' صیام نے اس کے بازو جھٹکے تھے مگر وہ بھی الیاس تھا، اس کا وفا دار۔

''نہیں صیام پلیز مت کر یار نکلو یہاں سے ٹائم نہیں ہے بھابھی پلیز آپ جو ضروری چیز لینا چاہے لے لیں لیکن جلدی کریں۔'' الیاس صیام کو سمجھاتے ہوئے سیمل سے بولا تھا اور صیام کو تھام کر باہر لے گیا۔

ایک بار پھر رات گئے وہ لوگ نکلے اور صیام کتنا غصے میں تھا پورا رستہ سیمل کو لگا وہ اسے اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دے گا سارا رستہ اس نے سیمل سے بات تک نہیں کی تھی۔

☆☆☆

رات گئے گاڑی ایک عالیشان محل کے آگے رکی تھی وہ گاڑی سے اترا تھا، سیمل بھی اتر آئی صیام بنا اسے دیکھے بنا مخاطب کیے اندر کی

جانب بڑھ گیا وہ انگلیاں مسلتی وہی کھڑی رہی بشیر نے ڈگی کی جانب بڑھتے ہوئے اسے کھڑے دیکھا۔

''بھابھی آپ بھی اندر جائیں میں سامان لے کے آتا ہوں۔'' کہتا ہوا آگے بڑھ گیا، سیمل بھی جہاں صیام گیا تھا وہی چل دی لاؤنج میں داخل ہوتے ہی سامنے کا منظر صیام کے گلے لگے ایک خاتون روتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھی ایک لڑکی پاس کھڑی مسکراتی ہوئی آنکھیں صاف کر رہی تھی، سامنے صوفے پہ ایک اور وجود بھی ساکت بیٹھا تھا۔

''ارے بھیا یہ سیمل بھابھی ہے ناں۔''

تبھی اس لڑکی کی نظر سیمل پر پڑی تھی، اگلے ہی پل وہ تیزی سے اس کے گلے آ لگی تھی۔

''پتا ہے آپ کو بھیا آپ کی اتنی باتیں بتاتے تھے کہ میرا دل کرتا تھا اڑتے ہوئے آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔'' وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامے پرجوش سی بولی چلی جا رہی تھی اسی پل صیام اور سیمل کی نظریں ٹکرائی تھیں۔

''ارے نازو ہٹ پرے مجھے ملنے دے اپنی بہو سے میں واری میں صدقے میرے صیام کی دلہن۔'' اب وہ خاتون صیام سے الگ ہو کر اس کے قریب چلی آئی تھی اور محبت سے اس کی پیشانی چومی تھی۔

''ماں ہوں میں اس کی بتایا ہوگا اس نے۔''

وہ اب سیمل سے پوچھ رہی تھی سیمل نے بے ساختہ اسے دیکھا جواب اسے اگنور کیے صوفے پہ ساکت بیٹھے وجود سے مل رہا تھا۔

''یہ والد ہے صیام کے آؤ تمہیں بھی ملواؤں۔''

وہ سیمل کی توجہ صیام کے پاس بیٹھے وجود پہ مرکوز دیکھ کر بولی۔

''صیام کی دلہن ہے۔'' اسے بابا کی دوسری طرف بٹھاتے ہوئے وہ صیام کے والد کو بتا رہی تھی انہوں نے بے ساختہ کانپتے ہاتھ اس کے سر پہ رکھے تھے۔

''نا ہنجار نے بتایا میرے بارے میں باپ ہوں میں اس کا۔'' وہ اب سیمل سے مخاطب تھے سیمل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اب بھی سر جھکائے بابا کی دوسری جانب بیٹھا تھا اور اثبات میں سر ہلایا تھا۔

رات گئے وہ لوگ باتیں کرتے رہے تھے نازو اسے صیام کے کمرے میں چھوڑ گئی تھی اور رات گئے صیام کا انتظار کرتے کرتے نجانے وہ کب سو گئی تھی۔

☆☆☆

صبح آنکھ کھلتے ہی پہلی نظر ساتھ والے بستر پہ پڑی تھی بغیر شکنوں والی چادر صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ رات کمرے میں نہیں آیا تھا، واش روم کا دروازہ بھی ویسے ہی کھلا تھا جیسے رات کو اس نے چھوڑا تھا، آہستگی سے کمبل ہٹاتی وہ اٹھی اور واش روم میں جا گھسی، اس رات جب وہ گدا اٹھائے اس سے بغیر اجازت لئے اس کے کمرے میں آ گھسا تھا تب وہ کتنا پریشان ہوئی تھی اور آج رات وہ کمرے میں کیوں نہیں آیا تھا وہ اس وجہ سے پریشان ہو گئی تھی۔

فریش ہو کے جب وہ کمرے میں آئی سامنے ہی بیڈ پہ نازو بیٹھی نظر آئی۔

''ارے بھابھی شکر ہے آپ اٹھ گئی پتا ہے میں صبح سے تین چکر آپ کے روم کے لگا چکی ہوں۔'' اسے آتے دیکھ کر نازو تیزی سے اٹھ کے اس کے قریب چلی آئی۔

''خیریت کیا ہوا؟'' سیمل چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ سجائے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ کیا ہے ناں آج آپ کا ہمارے ساتھ پہلا پہلا ناشتہ ہے زبردست قسم کا انتظام کیا ہے اماں نے بس آپ کا ہی جاگنے کا ویٹ کر رہے تھے ہم تینوں۔" نازو اس کے ہاتھ سے برش لے کر اس کے بال سلجھانے لگی۔

"تینوں۔" سیمل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"ہاں جی تینوں میں اماں اور بابا۔" نازو اس کے بالوں کو پشت پہ کھلا چھوڑتے ہوئے بولی۔

"صیام کدھر ہے؟"

"ارے بھابھی بھائی تو رات کو ہی چلے گئے۔" نازو ٹیبل پہ برش رکھتے ہوئے بولی۔

"چلے گئے۔" سیمل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا نازو ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی۔

"بھائی نے آپ کو بتایا نہیں تھا کیا، رات جب آپ سونے چلی گئی تھی اس سے ایک گھنٹہ بعد بھائی چلے گئے تھے مگر وہ آپ سے ملنے روم میں بھی گئے تھے، کیونکہ واپسی پہ انہوں نے کہا تھا وہ آپ کو جانے کا بتا آئیں ہے۔" نازو اسے تفصیل بتا رہی تھی۔

"اوہ تو صیام اتنی ناراضگی کہ مجھے بتانا بھی گوارہ نہ کیا تم نے۔" سر جھکائے وہ سوچ میں ڈوبی تھی جب نازو نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

"بھابھی!" سیمل نے چونک کر اسے دیکھا۔

"ہاں صیام آئے تھے رات بلکہ راستے میں ہی انہوں نے بتایا تھا واپسی کا بس مجھے ہی یاد نہ رہا۔" چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ سجائے وہ بولی۔

"مجھے پتا ہے آپ بھی ان کی جاب سے راضی نہیں ہو گی، بابا بھی راضی نہیں تھے، راضی تو میں اور اماں بھی نہیں تھی بس ان کی خوشی کے لئے ماننا پڑا، (ہیں اتنے کھلے مائنڈ کے لئے بیٹے نے ڈاکو بننا چاہا اماں اور بہن مان گئی) دراصل ان کی جاب ہی ایسی تھی کہ مہینوں بلکہ سالوں بعد وہ اپنی شکل دکھاتے ہیں بس یہی بات مجھے اور اماں کو پسند نہیں تھی باقی تو کوئی مسئلہ نہیں تھا بس بابا اپنا دل بڑا نہ کر سکے ایک ہی تو بیٹا ہے ان کا اس جاب میں جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں نجانے کب کس وقت کیا ہو جائے بس اسی بات پہ بابا ڈرتے ہیں بھائی سے پیار جو کرتے ہیں (یعنی کے سب جانتے ہیں کہ بیٹا ڈاکو ہے حد ہے کتنے فخر سے سب کو بتاتے ہیں)۔" نازو اسے تفصیل بتا رہی تھی اور وہ دل ہی دل میں کڑھ رہی تھی۔

"آپ کو پتا ہے بھابھی شروع کے کئی ماہ بھیا نے ہمیں بتایا ہی نہیں اس جاب کا بس یہی کہتے ایک اچھی جگہ نوکری مل گئی ہے مگر ایک دن اچانک کچھ آدمی آئے اور بھائی کو زبردستی لے جانا چاہا تب ابا درمیان میں آ گئے تب بھائی کو بتانا پڑا اس دن ہمیں پتا چلا بھائی "سیکرٹ ایجنٹ" ہے، پاکستانی جاسوس۔"

"سیکرٹ ایجنٹ۔" سیمل نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا، یعنی کہ اتنا عرصہ میں پاگل بنی رہی۔

"ہمیں بھائی نے پتا ہی نہیں چلنے دیا انہوں نے کب آرمی میں اپلائی کیا اور کب وہ اس پوسٹ کے لئے چن لئے گئے ہمیں بھی پتا نہیں چلتا اگر وہ لوگ ہمارے گھر ناں آتے بعد میں بابا نے بہت شور مچایا بھیا کو روکا مگر بھیا نہ مانے الٹا بابا کی دھمکی پہ گھر ہی چھوڑ گئے یہ تو اب چھ ماہ پہلے اماں کی بیماری کا سن کر دوڑے چلے آئے تھے یا کل اچانک سے آ گئے تھے۔" نازو اسے تفصیل

اسلام علیکم!
ہمیں اپنے Blog kitabdost
http://kitabdostpk.blogspot.be
اور readingpoint
http://readingpointpk.blogspot.be
کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے جو ہمارے لیے ناولز
لکھ سکیں جو خواتین و حضرات شوقین ہیں وہ
ہمیں اپنی تحریر (ناول،ناولٹ،افسانہ قسط وار ناول)
اس میل آی ڈی پہ سینڈ کر سکتے ہیں
maisrasultan@gmail.com
فیس بک پہ بھی اس میل کے زریعے رابطہ کریں

بتا رہی تھی اور وہ منہ کھولے حق دق بیٹھی تھی (یا اللہ یہ میں نے کیا کیا اسے ڈاکو سمجھتی رہی اور پولیس کو بھی کال کر کے اسے غدار کہلوایا اف خدایا اب کیا ہو گا اس دن وہ پولیس سے چھپ کیوں رہا تھا) سوالات نے ذہن میں کھلبلی مچائی تھی سیمل نے نازو کی طرف دیکھا جواب اسے ناشتے کا کہتے ہوئے باہر نکل رہی تھی سیمل نے اسے آنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے موبائل کی طرف آئی اگلے ہی پل وہ صیام کا نمبر پش کر رہی تھی۔

کتنی ہی دیر وہ اس کا نمبر ملاتی رہی اور وہ آگے سے کال کاٹ دیتا آخر تنگ آ کر صیام نے موبائل ہی آف کر دیا تھا۔

☆☆☆

اور پھر تین ماہ کا عرصہ بیت گیا کوئی دن بلکہ کوئی ایسا لمحہ نہ تھا جب اس نے صیام کا نمبر ڈائل نہ کیا ہو مگر ہر بار نمبر بند ملتا بہانے بہانے سے وہ نازو سے باتوں باتوں میں صیام کا پتہ کرتی اور آگے سے اس کا ایک ہی جواب ہوتا۔

''بھابھی بھیا ایسے ہی کرتے ہیں مہینوں گھر نہیں آتے اور فون تو مہینے میں ایک آدھ بار ہی کریں گے اس جاب کا یہی تو پرابلم ہے، کوئی نہیں آپ بھی ہماری طرح عادی ہو جائیں گی۔''

اور وہ منہ بسور کے رہ جاتی اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب اس گھر میں آئے اسے ایک ہی ہفتہ ہوا تھا اور اسے خبر ملی تھی کہ وہ پریگنٹ ہے تب سارا دن اور ساری رات وہ صیام کا نمبر ملاتی رہی تھی، پہلی بار اس کا دل کیا تھا کہ کہیں سے نکل کر وہ اچانک سے اس کے سامنے آ جائے۔

مگر وہ نہیں آیا تھا نازو سے پوچھنے پر بھی وہ ہر بار آگے سے کہتی۔

''بھابھی بھیا سنے گئے تو کتنے خوش ہوں گے نا بس جب بھی ان کی کال آئی سب سے پہلے میں انہیں یہی خوشخبری دوں گی دیکھنا بھاگے چلے آئیں گے۔'' اور وہ سمجھ جاتی نازو کی بھی ابھی صیام سے کوئی بات نہ ہوئی تھی، وہ شدت سے اس کی منتظر تھی اور جس دن اس کی ڈیلیوری تھی نازو کا ہاتھ تھام کر اپنے مچلتے آنسوؤں کو اس نے بے دردی سے روکا تھا۔

''نازو پلیز صیام کو بلا لو۔''

''بھابھی میں رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، میں نے میسج چھوڑ دیا ہے ان کے نمبر پہ انشاء اللہ آپ کے آپریشن تھیٹر سے باہر آتے ہی دیکھنا وہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔'' نازو اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولی تھی اور پھر اسے آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا، اس رات اس نے تڑپتے سسکتے صیام کے جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا، صبح جب وہ ہوش میں آئی تو قریب ہی نازو بچوں کی کاٹ پہ جھکی نظر آئی اماں اس کے سرہانے بیٹھی تسبیح کر رہی تھی، جبکہ کھڑکی کے قریب بابا جان کرسی پہ بیٹھے تھے، وہ کہیں نہیں تھا۔

''مبارک ہو بھابھی دو دو بچوں کی اماں بن گئی ہیں آپ۔'' نازو اسے جاگتے دیکھ کر قریب آئی تھی، اماں نے بے ساختہ جھک کر اس کی پیشانی چومی تھی، بابا جان بھی اسے جاگتے پا کر اس کے قریب چلے آئے تھے، سیمل نے مسکرا کر گردن موڑ کر کاٹ کی جانب دیکھا تھا، جہاں گلابی اور آسمانی کمبلوں میں لپٹے وہ دونوں میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہے تھے۔

''نازو ذرا صیام کو فون تو لگا اب تک تو اسے آ جانا چاہیے تھا ناں۔'' اماں نازو سے مخاطب تھی، سیمل نے بھی چونک کے اسے دیکھا۔

''اماں کیا تھا فون مگر بھائی سے رابطہ نہیں ہو رہا۔'' نازو سیمل کو اپنی طرف دیکھتا پا کر نظریں چرائی بچوں کی کاٹ پہ جھک گئی، سیمل نے کرب

سے آنکھیں موند لیں اور پھر تھوڑی دیر بعد نازو نے سرسری سا اسے دیکھا جو سینے پہ ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی (اماں نماز کی نیت کر چکی تھی جبکہ بابا کمرے سے باہر نکل گئے تھے)۔

''بھابھی۔'' نازو تیزی سے اس کے قریب آئی تھی۔

''آر یو اوکے بھابھی۔'' نازو نے اسے سہارا دے کر اٹھانا چاہا مگر سیمل کی بگڑتی حالت پہ کمرے میں موجود نرس تیزی سے باہر بھاگ گئی تھی اگلے چند منٹ میں ہی ڈاکٹرز کا جمگھٹا لگ گیا تھا، جلد ہی اسے دوبارہ ایمرجنسی میں لے جایا گیا اماں بابا ساکت بیٹھے ایمرجنسی کے دروازے پہ نظریں گاڑھے بیٹھے تھے اور ہسپتال کی ٹھنڈی راہداری میں موبائل کانوں سے لگائے وہ سسک رہی تھی۔

''بھیا اب بس کریں وہ ٹھیک نہیں ہے مر رہی ہے، وہ مر جائے گی، آپ آجائیں پلیز۔''

☆☆☆

رات کا تیسرا پہر تھا بچے کے رونے کی آواز سے اس کی نیند ٹوٹی تھی، مندی مندی آنکھیں کھول کے اس نے دیکھا تھا سامنے ہی ہتھیلیوں میں چہرہ سجائے کہنیوں کے بل لیٹا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا کتنی ہی دیر وہ بغیر پلکیں جھپکے اسے دیکھتی رہی بھی دوسرے بچے کے رونے کی آواز سن کر گہری سانس بھرتی وہ بچوں کی جانب کروٹ بدل گئی، بچوں کو فیڈ کروانے کے بعد کتنی ہی دیر وہ انہیں تھپکتی رہی تھی جب وہ دونوں گہری نیند میں چلے گئے تو سیمل نے انہیں کمبل اوڑھتے ہوئے باری باری دونوں کی پیشانیاں چوم لی، کتنی ہی دیر وہ انہیں سوتے ہوئے دیکھتی رہی پھر گہری گہری سانس خارج کرتے واپس مخالف سمت کروٹ بدل لی، وہ تب بھی ویسے ہی لیٹا تھا نظریں ایک سیکنڈ بھی نہ چوکتی تھی سیمل نے کرب سے آنکھیں موند لیں چند سیکنڈ بعد آنکھیں کھول کر دیکھا وہ تب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

''سنو میرے خیالوں میں آکر مجھے تنگ کرنا چھوڑ دو صیام۔'' وہ آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔

''ہاتھ لگا کر دیکھو خیال حقیقت بن جائے گا آزمائش شرط ہے۔'' سرگوشی نما آواز پہ سیمل نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو چہرے پہ مسکراہٹ لیے مسلسل اسی پوزیشن میں تھا۔

''تم...... صیام...... تم...... آگئے......'' وہ جھٹکے سے اٹھی مگر اگلے ہی لمحے کراہ کر رہ گئی صیام نے جلدی سے اٹھ کر اسے تھاما اور وہ سسکتے ہوئے اس کے سینے میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''تم بہت برے ہو صیام بہت برے میری چھوٹی سی غلطی پر مجھے چھوڑ گئے اگر میں مر جاتی تو تم تب بھی نہ آتے تم بہت برے ہو۔'' وہ تڑپ رہی تھی صیام نے شدت سے اسے بازوؤں میں بھینچا۔

''سوری سیمل سوسوری۔'' وہ اس کے بالوں پہ بوسہ دیتے ہوئے دھیرے سے بولا، وہ اور شدت سے رو دی تھی، وہ اسے رونے دینا چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ اس کی بھڑاس نکل جائے تو آگے کا رستہ خود بخود صاف ہو جائے گا، کافی دیر وہ روتی رہی تھی وہ ہولے ہولے اس کی کمر سہلاتا رہا تھا۔

''جاؤ مجھے تم سے بات بھی نہیں کرنی۔'' اگلے ہی پل وہ آنسو صاف کرتے اس سے الگ ہوئی تھی، صیام نے مسکرا کر اس کی ادا ملاحظہ کی۔

''ارے کیوں، سوری تو کیا ناں۔'' سیمل

نے اسے گھور کے دیکھا۔

''او کے او کے دوبارہ سوری کر لیتا ہوں کان پکڑ کے۔'' سیمل کے دیکھنے پہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے اس نے باقاعدہ کان پکڑ لئے تھے۔

''مجھے بتایا کیوں نہیں تھا تم اتنی بڑی پوسٹ پہ ہو میں ایویں خواہ مخواہ تمہیں ڈاکو سمجھتی رہی۔'' غصے سے اسے گھورا۔

''تم نے موقع دیا تھا جو بتاتا ہر بار اپنی ہی سناتی رہی جب بھی بتانے کی کوشش کی منہ پھلا لیتی تھی۔'' صیام نے اس کے لمبے بالوں کو کھینچا تھا اور دھیرے سے اسے اپنی آغوش میں چھپا لیا تھا، سیمل نے بھی تھک ہار کے خود کو اس کے سپرد کر دیا تھا۔

''پتا ہے جس وقت نازو نے کال کر کے بتایا تھا تم آئی سی یو میں ہو میں اس وقت اتنا ڈر گیا تھا سیمل میرا دل کر رہا تھا میں اڑ کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں (صیام نے دھیرے سے اس کی پیشانی چومی) اور جس وقت نازو نے مجھے میسج کیا تم پریگننٹ ہو اس وقت میں اتنا خوش ہوا تھا دل چاہتا تھا کہ اچانک تمہارے سامنے چلا آؤں اور زور سے تمہیں خود میں بھینچ لوں مگر مجھے خود پہ کنٹرول کرنا پڑا اگر میں ایسا نہ کرتا تو میرا اور نازو کا پلان فلاپ ہو جاتا۔'' سیمل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''پلان فلاپ مین؟''

''مطلب یہ کہ میری جان کہ میں نے ایک پلان بنایا تھا تمہیں سدھارنے کا اس پلان میں میں نے نازو کو بھی ملا لیا (صیام نے اس کی ننھی سی ناک دبائی) ہوا کچھ یوں کہ اس رات جب ہم لوگ ان آرمی آفیسر کا ذکر کر رہے تھے وہ پاک آرمی نہیں تھی بلکہ دشمن ملک کے کارندے تھے ہمیں خبر ملی تھی کہ وہ لوگ کچھ ضروری دستاویزات چرانے یہاں آئے تھے ہمیں آرڈر ملا تھا کہ انہیں زندہ پکڑنا ہے تاکہ ان کے آگے کے پلان کے بارے میں جانا جا سکے اور اگر بحالت مجبوری ہم انہیں گرفتار نہ کر سکے تو انہیں بھاگنے بھی ناں دیا جائے اور وہ پلان تم نے سن لیا اور اپنے ننھے سے ذہن کے مطابق تم نے پولیس کو انفارم کر دیا اور پولیس جو پہلے ہی ہماری طرف سے مشکوک تھی موقع پر پہنچ گئی میں تو تمہیں لے کر نکل آیا اور پیچھے الیاس کو پولیس کو اپنے آرمی آفیسر ہونے کا بتانا پڑا ''خفیہ ایجنٹ'' اس پوسٹ پہ اپنے بارے میں اپنی جاب کے بارے میں چھپانا پڑتا ہے اس لئے پولیس ہماری طرف سے مشکوک ہو گئی تھی خیر الیاس اور باقی ساتھیوں نے موقع پر پہنچ کر ان جاسوں کو گرفتار کر لیا مگر میں نے ٹھان لیا کہ بہت زیادہ تو نہیں مگر بے اعتباری کی تمہاری طرف چھوٹی سی سزا تو بنتی ہے میں نے اپنے پلان میں نازو کو بھی ملا لیا وہ مجھے تمہاری بے قراری کی پل پل کی خبر دیتی رہی اور تمہیں یوں پوز کرتی جیسے مجھ سے بات ہی ناں ہوئی ہو مگر اس رات جب تمہاری طبیعت خراب ہوئی میں آنا چاہتا تھا مگر مجھے اہم کیس کے لئے طلب کر لیا گیا، اگلی صبح مجھے نازو کا میسج ملا جڑواں بچوں کی مبارک باد، اور شام کو تمہاری طبیعت پھر خراب ہوئی میں اسی رات آ گیا تھا (سیمل نے بے اختیار چونک کے اسے دیکھا)۔''

''اسی رات آ گئے تھے تو آج چھ دن گزرنے کے بعد وہ اس کے سامنے کیوں آیا تھا۔''

''میں بہت ڈر گیا تھا سیمی میں بہت شرمندہ بھی تھا مگر تم مذاق کو اتنا سیریس سمجھ کر مجھے چھوڑ جانے کا سوچوں گی ایسا تو میں نے سوچا تک نہ

تھا۔" محبت سے اسے ساتھ لگاتے ہوئے اس کے گھنے بالوں پہ اپنے ہونٹ جما دیے تھے۔

"آئندہ ایسا مذاق بھول کر بھی مت کرنا صیام ورنہ میں سچ میں مر جاؤں گی۔" سیمل نے سسکتے ہوئے اسے دیکھا تھا صیام نے بے ساختہ اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"دونوں جہاں بھی گئے اب اکٹھے جائیں گے اور اب پلیز پھر مت رونا شروع کر دینا مجھے اپنے بچوں سے بھی نہیں ملنے دیا ٹھیک ہے۔" دھیرے سے سرگوشی کرتا، چہرے پر پڑے بالوں کو کان کے پیچھے کرتا وہ اس کی بھیگی آنکھوں کو چومتے ہوئے محبت سے بولا تھا سیمل دھیرے سے مسکرا دی تھی۔

"کون سا والا زیادہ پیارا ہے یہ والا یا یہ والا۔" اشتیاق سے بھی بچوں کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ تھامتا پاؤں چھوتا ناک دباتا وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"تم زیادہ پیارے ہو۔" سیمل اسے یک ٹک دیکھتے ہوئے سے ہنسی تھی۔

"وہ تو میں ہوں جانی بٹ اس ٹائم میں اپنے بچوں کی بات کر رہا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ماں باپ کے لئے سبھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔" سیمل کے چہرے پر ممتا کا نور پھیلا تھا۔

"مگر اس وقت تو مجھے بچوں کی ماں ہی پیاری لگ رہی ہے چلو پہلے اسے جی بھر کر دیکھ لوں باقی اپنے شہزادوں کو صبح دیکھ لیں گے۔" اس کے کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے ہوشریر لہجے میں بولا تھا، سیمل نے اس کے سر سے ہولے سے سر ٹکرایا تھا، اس کی سریلی ہنسی نے صیام کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

بدگمانی کی دھند چھٹ چکی تھی، محبتوں اور چاہتوں کے جگنوؤں سے سجے روشن راستے ان کے منتظر تھے۔

☆☆☆

اچھی کتابیں
پڑھنے کی عادت ڈالیں

ابن انشاء
اردو کی آخری کتاب .... ☆
خمار گندم .... ☆
دنیا گول ہے .... ☆
آوارہ گرد کی ڈائری .... ☆
ابن بطوطہ کے تعاقب میں .... ☆
چلتے ہو تو چین کو چلیے .... ☆
نگری نگری پھرا مسافر .... ☆
خط انشاء جی کے .... ☆
اس بستی کے اک کوچے میں .... ☆
چاند نگر .... ☆
دل وحشی .... ☆
آپ سے کیا پردا .... ☆

ڈاکٹر مولوی عبد الحق
قواعد اردو .... ☆
انتخاب کلام میر .... ☆

ڈاکٹر سید عبداللہ
طیف نثر .... ☆
طیف غزل .... ☆
طیف اقبال .... ☆

لاہور اکیڈمی
چوک اردو بازار لاہور
فون: 042-37321690, 3710797